902

# ایجنڈا

# برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

## منعقدہ، 24-نومبر 2005

1- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2- سوالات (محکمہ جات صنعت، کانکنی و معدنیات اور زکوٰۃ و عشر)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3- توجہ دلاؤ نوٹس

4- سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2005

904

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## چودھویں اسمبلی کا تئیسواں اجلاس

جمعرات، 24-نومبر 2005

(یوم الخمیس، 21-شوال 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 36 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

---

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلۡإِنسَـٰنُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ ٱلۡكَرِيمِo ٱلَّذِى خَلَقَكَ فَسَوَّٮٰكَ فَعَدَلَكَo
فِىٓ أَىِّ صُورَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَo كَلَّا بَلۡ تُكَذِّبُونَ بِٱلدِّينِo وَإِنَّ عَلَيۡكُمۡ
لَحَـٰفِظِينَo كِرَامًا كَـٰتِبِينَo يَعۡلَمُونَ مَا تَفۡعَلُونَo إِنَّ ٱلۡأَبۡرَارَ لَفِى نَعِيمٍo
وَإِنَّ ٱلۡفُجَّارَ لَفِى جَحِيمٍ o يَصۡلَوۡنَهَا يَوۡمَ ٱلدِّينِo وَمَا هُمۡ عَنۡهَا
بِغَآٮِٕبِينَo وَمَآ أَدۡرَٮٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِo ثُمَّ مَآ أَدۡرَٮٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِo يَوۡمَ لَا
تَمۡلِكُ نَفۡسٌ لِّنَفۡسٍ شَيۡـًٔا‌ۖ وَٱلۡأَمۡرُ يَوۡمَٮِٕذٍ لِّلَّهِo

**سُوۡرَۃُ الانفِطار آیات 6 تا 19**

اے انسان تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے باب میں کس چیز نے دھوکا دیاo (وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضا کو) ٹھیک کیا اور (تیرے قامت کو) معتدل رکھاo اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیاo مگر ہیہات تم لوگ جزا کو جھٹلاتے ہوo حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں o عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والےo جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیںo بے شک نیکو کار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔o اور بدکردار دوزخ میںo (یعنی) جزا کے دن اس میں داخل ہوں گےo اور اس سے چھپ نہیں سکیں گےo اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟o پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟o جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز خدا ہی کا ہو گاo

وما علینا الا البلاغo

## نو منتخب رکن اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ منتخب رکن اسمبلی جناب محمد ناصر چیمہ پی پی-97 حلف اٹھانے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں ان سے استدعا ہے کہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں اور حلف لے لیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے نو منتخب رکن اسمبلی جناب محمد ناصر چیمہ سے حلف لیا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! چیمہ صاحب! اب آپ حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر رکن اسمبلی جناب محمد ناصر چیمہ نے حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائے)

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا آفتاب احمد خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی توجہ چاہوں گا۔ ایک نہایت ہی اہم بات ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جس وقت یہاں پر ممبران سول بیوروکریسی کی بات کرتے ہیں تو بیوروکریسی میں ایک بہت ہی بے چینی سی پائی جاتی ہے۔ لوگ ملازمت اختیار کرتے ہیں کہ ہماری ترقی ہو گی، ہمیں عہدے ملیں گے۔ اب آپ دیکھیں کہ سول سروسز میں جو سول سرونٹس ریٹائرڈ ہوئے ہیں وہ اپنے بچوں کو ملازمت میں نہیں لا رہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسے حکومت کنٹریکٹ پر ٹھیکیداری نظام پر چلتی ہے۔ کل کی اخبار میں تھا کہ راجن پور اور ڈی جی خان کے دو سگے بھائی جو ریٹائرڈ ہو گئے تھے ان کو کنٹریکٹ پر ڈی سی او لگا دیا گیا ہے۔ ایک ایڈمنسٹریٹو پوسٹ پر ڈی سی او کو لگا رہے ہیں اس طرح کوئی آدمی بھی qualify کر سکتا ہے، کل آپ مجھے کہہ سکتے ہیں کہ تم کنٹریکٹ پر آئی جی لگ جاؤ۔ اس کے لئے میں راجہ بشارت صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ سول بیوروکریسی کو ان خدشات سے بچانے کے لئے کچھ کریں۔

جناب سپیکر: انہوں نے سن لیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر: جواب کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے سن لیا ہے۔ آپ نے ان کے گوش گزار کر دیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دیں کہ کیا کوئی پاکستان کی تاریخ میں ایسا precedent ہے کہ جس میں ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر یا ڈپٹی کمشنر کنٹریکٹ پر لگا ہو؟

## سوالات (محکمہ جات صنعت کان کنی و معدنیات اور زکوٰۃ و عشر)

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج محکمہ جات صنعت، کان کنی و معدنیات ترقی اور زکوٰۃ و عشر سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) محمد حسن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! جی، بریگیڈئر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) محمد حسن: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ گوجر خان تحصیل میں چار جگہ سے گیس نکلتی ہے۔ آج سے پندرہ سولہ سال پہلے جس وقت پہلی دفعہ انہوں نے مختلف جگہ پر گیس کو لے جانے کے لئے پائپ لائن بچھائی تو لوگوں کو کہا گیا کہ ہم آپ کی زمینوں سے گیس نکالیں گے اور آپ کو گیس دی جائے گی۔ بعد میں اس وعدے کے متعلق سننے میں آیا ہے کہ ان لوگوں کو سو، دو سو روپیہ، جن کی زمینوں سے پائپ لائن گزری ہے compensation دے دی گئی ہے۔ ابھی محکمہ نے یا حکومت نے دوبارہ ایک اور اس سے بڑی پائپ لائن گزارنے کا کام شروع کیا ہے اور اس وقت حکومت نے بلڈوزر چلانے شروع کئے ہیں جس پر گوجر خان کے لوگ احتجاج پر اتر آئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بریگیڈئر صاحب! پنجاب حکومت کام کر رہی ہے۔

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) محمد حسن: جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک امن عامہ کا مسئلہ پیدا ہو رہا ہے، لوگ اس وقت سڑکوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور احتجاج کر رہے ہیں۔ جب احتجاج کر رہے ہیں تو اس میں پنجاب حکومت کا بھی معاملہ بن جاتا ہے۔ اس میں میری گزارش ہے کہ اگر ہماری پنجاب حکومت کی طرف سے ان لوگوں کے ساتھ کوئی افہام و تفہیم کی بات ہو، انہوں نے مجھے آج صبح ٹیلیفون کیا ہے کہ ہم باہر نکل کر امن کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم بلڈوزر کو نہیں چلنے دیتے۔

جناب سپیکر: آپ لاء منسٹر صاحب کو ان کے چیمبر میں مل لیں۔ لاء منسٹر صاحب! آپ دیکھ لیں۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد حسن: لاء منسٹر صاحب کو بھی میں floor پر یہی گزارش کروں گا کہ ان کی بات آگے پہنچائی جائے تاکہ اگر ان سے گیس کا وعدہ کیا جاتا ہے تو وہ وعدہ پورا کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ پہلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 3447۔

## ضلع بہاولنگر میں کمرشل، ووکیشنل اور ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس، سٹاف، طلباء اور دیگر متعلقہ تفاصیل

*3447۔ محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولنگر میں کمرشل، ووکیشنل اور ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس کی تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ اداروں میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد، موجودہ تعداد، خالی اسامیوں کی تعداد کیا ہے۔ نیز مذکورہ اداروں میں طلباء وطالبات کی تعداد فی ادارہ بتائی جائے؟

(ج) مذکورہ اداروں میں کون کونسے کورس پڑھائے جاتے ہیں ان کی داخلہ فیس اور سالانہ فیس فی کورس کیا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ اداروں کو ٹیوٹا کے کنٹرول میں دے دیا گیا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ اداروں کو جب سے ٹیوٹا کے کنٹرول میں دیا گیا ہے۔ سالانہ فیس میں کئی گنا اضافہ کر دیا گیا ہے؟

(و) اگر جزو (د،ہ) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فیس میں اضافے کو واپس لینے اور خالی اسامیاں پر کرنے کو تیار ہے، نہیں تو وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صنعت:

(الف) ضلع بہاولنگر میں 6 کمرشل، 5 ووکیشنل اور 1 ٹیکنیکل کل 12 ادارے کام کر رہے ہیں۔

(ب) مذکورہ اداروں میں اسامیوں کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

| | کل اسامیاں | موجودہ تعداد | خالی اسامیاں |
|---|---|---|---|
| کمرشل | 77 | 61 | 16 |
| ووکیشنل | 36 | 22 | 14 |
| ٹیکنیکل | 36 | 20 | 16 |

تعداد طلباء

| | بہاولنگر | منچن آباد | ہارون آباد | فورٹ عباس | چشتیاں | خواتین بہاولنگر |
|---|---|---|---|---|---|---|
| کمرشل کالج | 425 | 148 | 134 | 120 | 80 | 14 |
| ووکیشنل | 52 | 14 | 18 | 15 | 26 | -- |
| ٹیکنیکل | 185 | -- | -- | -- | -- | -- |

(ج) اداروں میں درج ذیل کورس پڑھائے جاتے ہیں:۔

| ادارہ | تفصیل کورس | داخلہ فیس | سالانہ فیس |
|---|---|---|---|
| کمرشل | ڈپلومہ ان کامرس اکاؤنٹنگ،انگریزی،شارٹ ہینڈ | 50روپے | 2434روپے |
| ووکیشنل | ووکیشنل سرٹیفکیٹ،ڈپلومہ | 50روپے | 1240روپے |
| ٹیکنیکل | الیکٹریشن،ویلڈنگ،سول ڈرافٹسمین،ریڈیو،ٹی وی، جنرل فٹر، RAC | 50روپے | 1205روپے |

(د) ہاں یہ درست ہے کہ اداروں کو T.E.V.T.A کے کنٹرول میں دے دیا گیا ہے۔

(ہ) یہ درست ہے کہ T.E.V.T.A کے کنٹرول کے بعد صرف ووکیشنل کے اداروں میں فیسوں میں معمولی اضافہ ہوا ہے۔

(و) فیسوں میں اس معمولی اضافہ کے ساتھ پرنسپل حضرات کو اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ مستحق طلبہ کو فیس میں رعایت دیں۔T.E.V.T.A خالی اسامیوں کو مرحلہ وار پر کر رہی ہے۔

**جناب سپیکر:** کوئی ضمنی سوال؟ آرڈر پلیز۔

**محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(الف) کا جواب دیا ہے کہ ڈسٹرکٹ بہاولنگر میں چھ کمرشل کالج، پانچ ووکیشنل کالج اور ایک ٹیکنیکل کالج ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ دیکھا یہ جائے کہ ڈسٹرکٹ بہاولنگر میں پانچ تحصیلیں ہیں تو پانچ تحصیلوں کی آبادی کتنی ہو گی اور ایک ٹیکنیکل کالج کیا اتنی بڑی آبادی کی ضروریات پوری کر سکتا ہے یا نہیں؟

**جناب سپیکر:** جی، وزیر صنعت!

**وزیر صنعت:** جناب سپیکر! جو محترمہ نے سوال کیا ہے۔ تقریباً تین سال پہلے اس کالج میں جو enrollment تھی وہ 50 فیصد سے بھی کم تھی۔ اس وقت اللہ کا فضل ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی کی

وجہ سے یہاں پر enrollment تقریباً پوری ہو گئی ہے اور جب تین سال پہلے یہاں سٹاف بھی پورا نہیں تھا لیکن اب تقریباً سٹاف بھی پورا ہو گیا ہے اور سٹاف کی جو تھوڑی سی کمی ہے اس کے لئے پورا عمل مکمل ہو چکا ہے، انٹرویو ہو چکے ہیں اور ان لوگوں کو چند دنوں تک تقرری لیٹر مل جائیں گے۔ موجودہ ضرورت کے مطابق وہ کالج اس وقت کافی ہے کیونکہ ابھی اسی سال ہی اس کی enrollment پوری ہوئی ہے، ابھی وہاں کوئی زیادہ درخواستیں نہیں ہیں؟

**جناب سپیکر:** شکریہ

**محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! جیسے منسٹر صاحب فرما رہے ہیں اور انہوں نے جز(ب) کا جواب دیا ہے اس میں آپ دیکھ لیں کہ کمرشل کالج میں خالی اسامیاں 16 ہیں، پھر ووکیشنل کالج میں 14 ہیں جو کہ تقریباً 35 فیصد بنتی ہیں اور ٹیکنیکل کالج کی خالی اسامیاں تقریباً 40 فیصد بنتی ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ یہ اسامیاں کتنے عرصے سے خالی ہیں اور آپ کب تک ان خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

**جناب سپیکر:** جی، وزیر صنعت!

**وزیر صنعت:** جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ زیادہ اسامیاں پر ہو چکی ہیں اب تھوڑی اسامیاں رہ گئی ہیں۔

**جناب سپیکر:** ان کا سوال ہے کہ خالی اسامیاں کب تک پر کر لیں گے؟

**وزیر صنعت:** جناب سپیکر! اس کے لئے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ انٹرویو ہو چکے ہیں جو انسٹرکٹر یا لیکچرار select ہوئے ہیں ان کو کسی وقت بھی appointment letter مل جائیں گے۔

**جناب سپیکر:** کیا اس سال پُر ہو جائیں گی؟

**وزیر صنعت:** جناب والا! اسی سال پُر ہو جائیں گی۔

**محترمہ ثمینہ نوید:** جناب سپیکر! مجھے وہ تاریخ بتائیں کہ کب تک یہ اسامیاں پُر ہو جائیں گی؟

**جناب سپیکر:** محترمہ وہ کہہ رہے ہیں کہ اسی سال ہو جائیں گی۔

**محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! یہ سال تو ایک ماہ بعد ختم ہو جائے گا اس کا مطلب ہے کہ اسی مہینے کریں گے؟

جناب سپیکر: سال جون تک ہو گا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پوچھ رہی ہوں کہ کتنے عرصے سے خالی ہیں اور اس کو fill کیوں نہیں کر رہے ہیں اور اس کی reasons کیا ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! جواب آگیا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ اسی سال یہ اسامیاں fill up کر دی جائیں گی۔ جی، جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جز (ج) میں انہوں نے فیس کی تفصیل بتائی ہے۔ یہ سوال 2003 میں کیا گیا تھا اس میں انہوں نے بتایا کہ ڈپلومہ ان کامرس کی سالانہ فیس 2434 روپے ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2004 اور 2005 میں اب اس کی سالانہ فیس کتنی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! پہلے سالانہ فیس جو تھی اس میں صرف 400 روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ کا اضافہ نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، صرف چار سو روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! شکریہ۔ وزیر صاحب سے میری گزارش یہ ہے کہ جن ملکوں نے ترقی کی ہے وہاں پر چھٹی جماعت سے ٹیکنیکل ایجوکیشن بطور مضمون پڑھائی جاتی ہے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ ہمارے تمام سکولوں میں چھٹی جماعت سے ٹیکنیکل ایجوکیشن کا ایک مضمون پڑھانا شروع کرادیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! ان کی درخواست پر اس وقت تک کام شروع ہو چکا ہے۔ حکومت پنجاب جتنی بھی لیبر کالونیاں بنا رہی ہے لیبر کالونیوں کے ساتھ ٹیکنیکل ایجوکیشن کے جو ادارے ہیں وہ بھی قائم کرنے کا پروگرام ہے۔ اسی میں جو عام لوگ ہیں ان کے لئے سکول بنانے کا بھی پروگرام ہے۔ جہاں بھی نئی لیبر کالونیاں بن رہی ہیں ان کے ساتھ یہ جگہ رکھی جا رہی ہے اور انشاء اللہ پلان یہی ہے کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن چھٹی سے اگر نہ بھی ہو تو کم از کم میٹرک کے فوراً بعد ٹیکنیکل ایجوکیشن کا انتظام کیا جائے۔

جناب سپیکر: حکومت already اس پر سوچ بچار کر رہی ہے اور اس پر کام ہو رہا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ بہاولنگر میں پانچ تحصیلیں ہیں تو ہر تحصیل لیول پر یہ ٹیکنیکل کالج ہونا چاہئے وزیر موصوف یہ فرمادیں کہ کیا ان کا ایسا پروگرام ہے کہ وہ تحصیل لیول پر ایسے کالجز بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! فی الحال ہمارا ایسا کوئی پروگرام نہیں کہ تحصیل لیول پر ٹیکنیکل کالجز بنائے جائیں کیونکہ ان کی اتنی ڈیمانڈ نہیں ہوتی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گی کہ مجھے بھی پتا ہے کہ فی الحال ان کا کوئی ایسا پروگرام نہیں ہے میرا سوال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ گورنمنٹ کی توجہ ہم اس طرف دلائیں کہ ان شہروں، ان تحصیلوں میں ایسے ٹیکنیکل کالجز کی ضرورت ہے اور اس طرف یہ توجہ دیں اور اس کو زیر غور لائیں۔ اس سلسلے میں جو پالیسی بناتے ہیں اس میں اس کو mention کریں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جب ہم اسمبلی میں سوال اٹھاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم آپ کو inform کریں کہ فلاں جگہ پر یہ deficiency ہے۔ مجھے بھی پتا ہے کہ وہاں پر کوئی ایسے کالجز نہیں ہیں اور فی الحال گورنمنٹ کی پالیسی میں یہ چیز نہیں ہے اور مجھے یہ بتادیں کہ فیسوں میں جو معمولی اضافہ ہے اس بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ پرنسپل حضرات کو اختیارات حاصل ہیں کہ وہ اس میں کمی کر سکتے ہیں تو مجھے یہ بتائیں کہ 2003 سے لے کر اب تک پرنسپل حضرات نے فیس کے حوالے سے طلبہ کو زیادہ سے زیادہ کتنا ریلیف دیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! یہ بالکل fresh question ہے کیونکہ میں نے ابھی معلوم نہیں کیا کہ پورے صوبے میں پرنسپل صاحبان نے فیسوں میں کتنی کمی کی ہے؟ پورے صوبے میں 402 کالجز ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ fresh question بنتا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال دینے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس سوال پر ہم ہر قسم کا ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔ وزیر صاحب بجائے جواب دینے کے کہہ رہے ہیں کہ fresh question دیں وہ تو چار سال کے بعد آئے گا جیسا کہ یہ تین سال کے بعد آیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ fresh question دیں گی تو جواب انشاء اللہ آ جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی وزیر صاحب نے جز (ب) کا جواب دیا ہے اور یہ جو خالی اسامیاں گنی ہیں تو انہوں نے کہا ہے کہ یہ ایک سال پرانا جواب ہے اور اب کافی اسامیاں پر ہو چکی ہیں۔ وزیر صاحب تعداد بتادیں کہ کتنی اسامیاں اس سال پر ہو چکی ہیں اور کتنی رہ گئی ہیں۔

جناب سپیکر: جواب میں خالی اسامیاں لکھی تو ہوئی ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ جواب ایک سال پرانا ہے وزیر صاحب جواب کو ذرا update کر دیں کہ کتنی اسامیاں پُر ہو چکی ہیں؟

وزیر صنعت: جناب سپیکر! ان کی تفصیل تو ایوان کی میز پر بھی رکھ دی گئی ہے اور میں بھی بتا دیتا ہوں۔ کمرشل انسٹیٹیوٹ میں 77 sanctioned posts ہیں، ان میں سے 74 پُر ہو چکی ہیں اور تین خالی رہ گئی ہیں۔ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ میں 39 خالی ہیں ان میں سے 23 پر ہو چکی ہیں اور 16 اسامیاں باقی رہ گئی ہیں۔ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں 38 اسامیاں خالی ہیں ان میں سے 18 پُر ہو گئی ہیں اور 20 باقی رہ گئی ہیں۔ اس وقت ٹوٹل 39 اسامیاں خالی ہیں لیکن جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ان کے انٹرویو ہو چکے ہیں ان کے لئے لوگوں کو بلایا جا چکا ہے۔ اب ان کو appointment letters ملنے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شیخ اعجاز احمد

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سے قبل بھی ایک مرتبہ جب T.E.V.T.A پر سوالات کئے گئے تھے تو اس میں یہ بات سامنے آئی تھی کہ اس میں اسامیوں کو پُر کرنے کی تعداد میں زیادہ تر آرمی کے ریٹائرڈ کرنل اور میجر لئے گئے ہیں۔ اب انہوں نے جو اسامیاں پُر کی ہیں اس میں ذرا یہ فرما

دیں کہ جو انہوں نے تناسب بتایا ہے کہ اتنی رہ گئی ہیں اور اتنی پُر کر دی گئی ہیں تو ان میں سویلین کتنے ہیں اور ریٹائرڈ آرمی کے لوگ کتنے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میرے پاس اس وقت جن اسامیوں پر appointment letters دینے ہیں ان کے نام ابھی فائنل نہیں ہوئے اور نہ ہی مجھے یہ پتا ہے کہ وہ آرمی سے ریٹائرڈ ہیں یا نہیں۔ اگر ان کو نام چاہئیں تو وہ نام میں provide کر سکتا ہوں لیکن یہ fresh question دوبارہ کر دیں تو میں ان کو نام مہیا کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: on his behalf سوال نمبر 3652 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3652 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## این۔جی۔اوز "عورت فاؤنڈیشن" اور "سیپ" کے ممبران، عہدیداران اور ذرائع آمدن کی تفصیلات

*3652 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) عورت فاؤنڈیشن سوسائٹیز ایکٹ کے تحت ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ اس کے کل کتنے ممبران ہیں اور اس کے عہدے داران کی تعداد کیا ہے، اس کے عہدیداران کتنے عرصہ سے مسلسل عہدیدار چلے آرہے ہیں؟

(ب) سیپ (SAP) کے کل کتنے ممبران ہیں اور ان ممبران میں سے عہدیداران کی تعداد کیا ہے؟ اور یہ عہدیدار کتنے عرصہ سے مسلسل عہدیدار ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ چند افراد کے پاس ہی ان دونوں سوسائٹیز کے بیشتر عہدے ہیں اور انہوں نے مختلف ناموں سے سوسائٹیز صرف بیرون ممالک سے فنڈز وصول کرنے کے لئے بنا رکھی ہیں؟

(د) ان دونوں سوسائٹیز کے مقاصد کیا ہیں، صوبہ پنجاب میں ان کا کہاں کہاں نیٹ ورک ہے؟ ان کے ذرائع آمدنی ان کے منظور شدہ قواعد و ضوابط میں کیا کیا بتائے گئے ہیں؟

وزیر صنعت:

(الف) بمطابق ریکارڈ عورت فاونڈیشن 1986 سے سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ ہے بروئے فہرست عہدیداران برائے سال 2003 عہدیداران کی تعداد 3 ہے جبکہ ممبران کی تعداد 10 ہے۔

تفصیل عہدیداران و ممبران مع عہدہ و مدت درج ذیل ہے:۔

| | نام | عہدہ | مدت |
|---|---|---|---|
| 1۔ | عارف حسین | صدر | 3 سال |
| 2۔ | ثمینہ رحمٰن | سیکرٹری | 4 سال |
| 3۔ | بیگم نگار احمد | ایگزیکٹو ڈائریکٹر | 18 سال |
| 4۔ | قاضی عظمت | ممبر | 8 سال |
| 5۔ | مس انیس ہارون | ممبر | 3 سال |
| 6۔ | آئی اے رحمٰن | ممبر | 4 سال |
| 7۔ | ڈاکٹر ایس۔ایم نسیم | ممبر | 12 سال |
| 8۔ | شعیب سلطان خان | ممبر | 12 سال |
| 9۔ | تسنیم صدیقی | ممبر | 5 سال |
| 10۔ | ڈاکٹر معصومہ حسن | ممبر | 1 سال |
| 11۔ | ڈاکٹر رفعت معظم | ممبر | 1 سال |
| 12۔ | جسٹس (ر) کے ایم صمدانی | ممبر | 1 سال |
| 13۔ | مسز شاہین سردار علی | ممبر | 1 سال |

(ب) ہر رجسٹرڈ شدہ سوسائٹی ایکٹ کی دفعہ (4) کے تحت اپنے ڈائریکٹر یا عہدیداران کی سالانہ فہرست عہدیداران رجسٹرار کے پاس پیش کرنے کی پابند ہوتی ہے لیکن مذکورہ سوسائٹی نے رجسٹریشن کے بعد سالانہ فہرست عہدیداران باقاعدگی سے جمع کروائی اور نہ ہی تجدیدی سرٹیفکیٹ حاصل کیا ہے۔ تاہم محکمہ کی درخواست پر مذکورہ بالا سوسائٹی نے اپنے عہدیداران کی تفصیل مہیا کی ہے جس کے مطابق سیپ کا ایک عہدیدار ہے، جبکہ ممبران کی تعداد 10 ہے۔ تفصیل عہدیداران و ممبران مع عہدہ و مدت درج ذیل ہے:۔

| | نام | عہدہ | مدت |
|---|---|---|---|
| 1۔ | مسٹر آئی اے رحمٰن | چیئرمین | 1 سال |
| 2۔ | نعمت اللہ | ممبر | 4 سال |
| 3۔ | ذوالفقار گیلانی | ممبر | 4 سال |
| 4۔ | ڈاکٹر قرۃ العین بخاری | ممبر | 4 سال |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 5- | مسٹر روشی رام | ممبر | 5سال |
| 6- | سلمان اکرم راجہ | ممبر | 6سال |
| 7- | مسز پروین سکندر | ممبر | 1سال |
| 8- | ایم بی نقوی | ممبر | 1سال |
| 9- | میاں حامد ممتاز | ممبر | 5سال |
| 10- | مس انیس ہارون | ممبر | 1 سال |
| 11- | بشریٰ گوہر اور آئی اے رحمٰن | ممبر | 1سال |

(ج) بمطابق فہرست عہدیداران مذکورہ سوسائٹیز برائے سال 2003 محترمہ انیس ہارون اور آئی اے رحمٰن 37 مشترکہ ممبران ہیں۔ مزید برآں سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے مطابق آمدن واخراجات کے گوشوارے رجسٹرار کے پاس جمع کروانا ضروری نہ ہیں۔

(د) مذکورہ بالا سوسائٹیز کے رجسٹر شدہ مقاصد کی تفصیلات ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ایکٹ کے مطابق تفصیل نیٹ ورک جمع کروانا ضروری نہ ہے تاہم محکمہ کی درخواست پر مذکورہ سوسائٹیز نے نیٹ ورک کی تفصیل مہیا کی ہے جو درج ذیل ہے:۔

عورت فاؤنڈیشن:1- بہاولپور 2-ڈی۔جی۔خان 3- فیصل آباد)4- ٹوبہ ٹیک سنگھ 5- جھنگ6- خانیوال 7- ملتان 8- سرگودھا9- پاکپتن 10- مظفر گڑھ 11- رحیم یار خان12-راجن پور 13-وہاڑی

سیپ(SAP)1- سوشل ویلفیئر کمیٹی 2- ڈومیال تحصیل چواء سیدن شاہ 3- الفلاح ویلفیئر سوسائٹی سیال کالونی ڈسٹرکٹ لیہ 4- سٹریٹ نمبر 1 اصلاح رحمت راہوالی گوجرانوالہ 5- میاں سٹریٹ نزد جامع مسجد محلہ رحمانیہ خوشاب 6- وومن رائٹ ایسوسی ایشن زمان سٹریٹ چوک قذافی خانیوال روڈ ملتان، 7- خواتین ویلفیئر ایسوسی ایشن منڈی بہاؤالدین 8-انٹی کینسر سوسائٹی بھکر9- سپیکٹروداداشوگرمل لیہ 10- بھکر ویلفیئر کونسل بھکر 11- سیور آرگنائزیشن بہاولپور12-اپوا آرگنائزیشن ملتان 13-روی ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن راجن پور 14-غلہ منڈی ڈسکہ 15- مشاورتی ویلفیئر سوسائٹی گوجرانوالہ 16- چاند ویلفیئر سوسائٹی شیخوپورہ 17-انجمن فلاح نسواں ساہیوال 18-اتحاد فاؤنڈیشن قصور 19-رستہ فاؤنڈیشن بلدیہ روڈ بہاولنگر

جناب ارشد محمود بگو: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں عورت فاؤنڈیشن اور سیپ فاؤنڈیشن کے متعلق سوال کیا گیا ہے۔اس اسمبلی میں کئی ایسی social قسم کی سوسائٹیز بنی ہوئی ہیں، این جی اوز بنی ہوئی ہیں جو اس ملک کی بدنامی کا باعث بنی ہوئی ہیں ان کے متعلق سوالات بھی آتے ہیں، بحث بھی ہوتی ہے لیکن ان کو کنٹرول کرنے کے لئے ہم نے حکومت سے یہ درخواست کی تھی کہ ان کے اکاؤنٹ

چیک کرنے کے لئے جوان کو سرمایہ باہر سے آتا ہے اس کے لئے کوئی قانون سازی کریں لیکن ابھی تک حکومت نے اس پر کوئی توجہ نہیں کی تو میں ضمنی سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سوسائٹی یا عورت سوسائٹی کے بائی لاز کے مطابق 18 سال تک عہدہ رکھا جا سکتا ہے۔کیا کسی بائی لاز کے تحت ایک سوسائٹی میں 18 سال تک ایک عہدہ رکھا جا سکتا ہے اور اگر رکھا جا سکتا ہے تو کس قانون کے تحت؟

جناب سپیکر: جی،وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر!پہلی بات تو یہ ہے، اسمبلی میں واقعی یہ سوالات اٹھائے گئے ہیں کہ این جی اوز غلط کام کر رہی ہیں یا اپنے فنڈز کا غلط استعمال کر رہی ہیں اور پچھلی دفعہ بھی یہ عرض کیا گیا تھا کہ گورنمنٹ اس پر کوئی ایکشن نہیں لے سکتی جب تک کہ اس پر کوئی شکایت نہ کی جائے اور میں نے پچھلی دفعہ بھی جب احسان اللہ وقاص صاحب نے سوال کیا تھا تو میں نے عرض کیا تھا کہ براہ مہربانی کسی کے بارے میں کوئی نشاندہی کریں کہ یہ این جی او غلط کام کر رہی ہے یا اپنے فنڈز غلط استعمال کر رہی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم فوراً ایکشن کریں گے لیکن انہوں نے ابھی نہیں بتایا، ہم نے دو تین کام خود ذاتی طور پر کئے۔ میں نے ان سے لسٹ منگوائی ہے کہ ان کے عہدیدار بتائیں کون سے ہیں کیونکہ انہوں نے کافی دیر سے اپنی لسٹ جمع نہیں کروائی تھی اور یہ بائی لاز کی بات کر رہے ہیں تو ان اداروں کے اپنے اپنے بائی لاز ہیں اور ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ جو بھی بائی لاز بناتے ہیں وہ خود ہی بناتے ہیں اس پر ہم کنٹرول نہیں کر سکتے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!میں وزیر موصوف کی توجہ صفحہ تین کے جز(ب) پر دلاؤں گا اور پڑھوں گا کہ "ہر رجسٹرڈ شدہ سوسائٹی ایکٹ کی دفعہ (4) کے تحت اپنے ڈائریکٹر یا عہدیداران کی سالانہ فہرست عہدیداران رجسٹرار کے پاس پیش کرنے کی پابند ہوتی ہے لیکن مذکورہ سوسائٹی نے رجسٹریشن کے بعد سالانہ فہرست عہدیداران باقاعدگی سے جمع کروائی اور نہ ہی تجدیدی سرٹیفکیٹ حاصل کیاہے۔"آپ کے کوآپریٹو ایکٹ جو کہ سوسائٹی کا ہے کے تحت انہوں نے اس کی information دی ہے اور نہ ہی اس کی renewal ہوئی ہے تو اگر یہ دونوں laid down pre-conditions ہیں، اگر پوری نہیں کی گئی ہیں تو اس سوسائٹی کا اس وقت وجود کیسے ہے؟

اس کی وضاحت فرمادیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! اس کا جواب اس میں موجود ہے کہ ہم نے خود ہی ان سے request کی تھی کہ جب اس کی تفصیل ہمارے پاس نہیں آئی تھی تو ان سے request کی تھی کہ اپنی تفصیل جمع کروائیں تو انہوں نے عہدیداران کی latest تفصیل جمع کروادی ہے جو اس میں درج ہے اور ایوان کی میز پر بھی موجود ہے۔ آپ اس کی پوری latest statistic position دیکھ سکتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ سوسائٹی کی طرف سے ہمیں شکایات موصول نہیں ہوتیں اور جو شکایات اس میں موجود ہیں کہ انہوں نے اپنے گوشوارے داخل نہیں کروائے، انہوں نے اپنے عہدیداروں کی سالانہ لسٹ داخل نہیں کی اور انہوں نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس قانون ہی نہیں ہے تو ہم ان کو کیسے پکڑ لیں؟ ان کے گوشوارے کیسے چیک کرنے ہیں؟ ان کے بائی لاز کے متعلق میں نے کہا تھا کہ اگر بائی لاز کے تحت 18 سال تک ایک آدمی ایک عہدے پر قائم رہ سکتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ان کے اپنے بائی لاز ہیں پھر حکومت ان کے خلاف کارروائی کیسے کر سکتی ہے، ان کوآپریٹوز سوسائٹیوں، یا جو فاؤنڈیشن یا جو این جی اوز بنتی ہیں تو حکومت ان کے خلاف کیسے کارروائی کرتی ہے۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ کیا رجسٹرار کے پاس آمدن اور خرچ کے گوشوارے جمع کروانے کے لئے کوئی ترمیم حکومت کے زیر غور ہے یعنی کہ وہ جو گوشوارے جمع کرواتے ہیں تو انہیں چیک کرنے کے لئے حکومت کے زیر غور کوئی تجویز ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! اس وقت ہمارے پاس کسی پروگرام کا وجود نہیں ہے کہ ہم انہیں کہیں کہ وہ اپنے گوشوارے جمع کروائیں۔ پچھلے قانون کے مطابق بھی ہمارے پروگرام میں شامل نہیں تھا کہ وہ سارے گوشوارے خود جمع کروائیں اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جب تک کوئی

شکایت نہ آئے اور اگر کسی کی شکایت آئے تو ہم سیکشن A-16 کے تحت اس تنظیم کو ایک سال کے لئے معطل کر سکتے ہیں اور وہاں پر اپنی انتظامیہ بٹھا سکتے ہیں تاکہ اس کا پورا حساب کتاب چیک کیا جا سکے لیکن وہ حساب کتاب چیک کرنے ہوتے ہیں، ان کی آڈٹ کمپنی جو کہ این جی اوز نے مقرر کی ہوتی ہے وہی ان کا آڈٹ کرتی ہے، گورنمنٹ ان کا آڈٹ نہیں کرتی۔

**شیخ اعجاز احمد:** جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

**جناب سپیکر:** جی، شیخ صاحب!

**شیخ اعجاز احمد:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ان کی توجہ صفحہ 4 کے جز (د) پر دلانا چاہتا ہوں کہ جواب میں ہے کہ "مذکورہ بالا سوسائٹیز کے رجسٹرڈ شدہ مقاصد کی تفصیلات ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ ایکٹ کے مطابق تفصیل نیٹ ورک جمع کروانا ضروری نہ ہے تاہم محکمہ کی درخواست پر مذکورہ سوسائٹیز نے نیٹ ورک کی تفصیل مہیا کی ہے جو درج ذیل ہے۔

جناب سپیکر! اسی بات پر یہاں پر بہت زیادہ بحث ہوئی ہے کہ ہماری سٹینڈنگ کمیٹیاں جنہیں منی اسمبلی کہا جاتا ہے، وہ بالکل functional نہیں ہیں۔ اب یہ دیکھیں کہ اگر ان کے پاس درخواست کر کے انہوں نے ان کے نیٹ ورک کا پتا کروانا ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم یہاں پر لیجسلیشن کریں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا شتر بے مہار کی طرح یہ این جی اوز run کر رہی ہیں تو ان کو کنٹرول کرنے کے لئے، ان کے نیٹ ورک کو size میں لانے کے لئے اور ان کے اکاؤنٹس کو چیک کرنے کے لئے گورنمنٹ کے پاس کوئی لیجسلیشن موجود ہے، کوئی اس کا plan کہ انہوں نے کیا لیجسلیشن کرنی ہے؟ یہ ذرا وزیر موصوف بتا دیں۔

**جناب سپیکر:** جی، وزیر صنعت!

**وزیر صنعت:** جناب سپیکر! ہمارے یہ دوست اپنی کوئی تجویز دیں کہ اس طرح کا law بننا چاہئے اگر ان کی تجویز اچھی ہو گی تو اس پر ہم انشاء اللہ تعالیٰ عمل کر کے اس کے متعلق لاء بنانے کی کوشش کریں گے۔

**جناب سپیکر:** اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

**حاجی محمد اعجاز:** on his behalf sir سوال نمبر 3791 (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3791 دریافت کیا)

**جناب سپیکر:** آپ سوال کا نمبر پکاریں حاجی صاحب!

**حاجی محمد اعجاز:** سوال نمبر 3791 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## PSIC کے قرضہ جات پر شرح سود، ڈیفالٹرز کے تعین اور بعد میں کی جانے والی کارروائی کی تفصیلات

*3791 **سید احسان اللہ وقاص:** کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اس وقت قرض کی ادائیگی پر کم از کم کیا شرح سود وصول کرتی ہے؟

(ب) اس وقت ضلع لاہور میں ڈیفالٹرز کی تعداد کیا ہے، ڈیفالٹر کتنا عرصہ تک اقساط ادا نہ کرنے والے کو قرار دیا جاتا ہے اور ڈیفالٹر قرار دینے کے بعد کارپوریشن کیا کارروائی شروع کرتی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ڈیفالٹرز کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے؟

**وزیر صنعت:**

(الف) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اس وقت 8 فیصد شرح سے سود سالانہ نئے منصوبہ جات پر 9 فیصد برائے توسیع منصوبہ جات پر اور 12 فیصد برائے ورکنگ کیپیٹل پر لے رہی ہے جبکہ ڈی جی خان، بہاولپور، ملتان اور سرگودھا ڈویژن میں شرح مارک اپ 7 فیصد اور توسیع منصوبہ کے لئے 8 فیصد اور ورکنگ کیپیٹل کے لئے 11 فیصد ہے۔

(ب) اس وقت لاہور میں ڈیفالٹرز کی تعداد 484 ہے اور اگر کوئی قرض دار مقررہ مدت تک مسلسل دو اقساط کی ادائیگی نہیں کرتا تو اس کو ڈیفالٹر قرار دے دیا جاتا ہے۔ قانون کے تحت گرفتاری عمل میں آتی ہے اور اگر پھر بھی وصولی نہ ہو تو مروجہ قوانین کے تحت جائیداد کی نیلامی کی جاتی ہے۔

(ج) ڈیفالٹرز کی تعداد روز بروز کم ہو رہی ہے کیونکہ محکمہ ہذا نے قرضہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں سپیشل ریلیف پیکج دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ الحمدللہ ہم لوگ مسلمان ہیں اور اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رہائش پذیر ہیں اور اس میں یہ سود کا کہا گیا ہے کہ پنجاب سمال انڈسٹریز قرضہ دیتی ہے تو اس پر سود لیتی ہے تو سود کے اس سسٹم کو ہم حرام قرار دیتے ہیں تو کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ کوئی ایسا plan ان کے ذہن میں ہے کہ اسے ختم کیا جاسکے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! یہ مذہبی سوال زیادہ ہے اور میں تو وہی کام کر سکتا ہوں جو اس وقت ہمارے قانون میں درج ہے اور PSIC کے بائی لاز کے مطابق ہی ہم عمل کر سکتے ہیں۔ اس وقت ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ پاکستان میں بنکنگ سسٹم یا انٹرنیشنل بنکنگ سسٹم کے تحت ہم جو loan دے رہے ہیں تو اس میں بہت زیادہ loan اس طرح کے ہیں کہ ہم لوکل بنکوں سے پیسے borrow کرتے ہیں، کچھ اس میں گورنمنٹ subsidize کرتی ہے اور لوگوں کو relent کرتے ہیں۔ اس وقت اگر کوئی فیڈرل لاء بنے گا کہ یہ بغیر interest کے دینا ہے یا اس پر موجودہ سود کے نظام کو ختم کر کے دینا ہے تو ہم یقیناً اس پر عمل کریں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے اور میں نے چند دن پہلے بھی یہاں پر گزارش کی تھی کہ کوئی قانون قرآن و سنہ کے خلاف اس ملک میں نہیں بن سکتا ہے اور یہ آئین میں لکھا ہوا ہے اور اس ٹائٹل میں لکھا ہوا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ جب فیڈرل قانون بنے گا تو ہم اس کو یہاں پر نافذ کریں گے۔ صوبہ سرحد میں کوئی پابندی نہیں بلکہ انہوں نے وہاں پر islamic spirit کی بنیادوں پر ایک بنک قائم کیا ہے جو بلا سود قرضے دیتا ہے تو میرا کہنا یہ ہے کہ ان کا اس طرح کہہ دینا تو یہ بطور مسلمان کوشش تو کریں کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سود لیتا ہے، دیتا ہے، اس پر تحریر کرتا ہے سب سے کم گناہ اس کا آپ نے فرمایا کہ اپنی سگی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر ہے۔ اب ہمیں یہ سوچ لینا چاہئے اور قرآن کہتا ہے کہ جو سود لیتے ہیں وہ اللہ کے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ یہاں پر معذرت خواہانہ رویہ نہیں ہونا چاہئے اس پر وزیر کو یہ کہنا

چاہئے تھا کیونکہ اسلام کا یہ حکم ہے اور انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ اس حکم پر عملدرآمد ہو۔ شکریہ

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح دوسرے بنک خاص طور پر زرعی بنک ڈیفالٹرز کو ایک پیکج دیتا ہے کہ جو لوگ ڈیفالٹرز ہیں وہ بلا سود قرضہ کی رقم واپس دے دیں، کبھی کہتے ہیں کہ آدھا قرضہ واپس دے دیں تو تمام معاملات ان کے صاف کر دیئے جاتے ہیں تو کیا سمال انڈسٹریز بھی کبھی defaulters کو پیکج دیتی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ دوسرے بنکوں کی طرح سٹیٹ بنک کے تحت نہیں آتا۔ یہ جو پیکج کا بتا رہے ہیں وہ سٹیٹ بنک آف پاکستان کا announce شدہ پیکج ہے کہ جو بھی defaulter ہوتے ہیں ان کو یہ قرضے معاف بھی کر سکتے ہیں یا مارک اپ معاف کر سکتے ہیں لیکن پنجاب گورنمنٹ کی جو موجودہ پالیسی ہے اس کے مطابق یہی ہے کہ جو بھی دوست کسی مشکل میں پھنس جاتا ہے یا کوئی نقصان ہو جاتا ہے تو اس کا اصل زر تو ہر حالت میں واپس کرنا پڑتا ہے لیکن اس کے سود کے بارے میں ہم discuss کر کے معاف کر سکتے ہیں یہ اختیارات میرے پاس بھی ہیں اور وزیراعلیٰ کے پاس بھی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جناب نولاٹیا صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ قانون کے تحت گرفتاری عمل میں لائی جاتی ہے۔ ان کے اصول یہ ہیں کہ جتنا آپ قرضہ لیتے ہیں اس سے ڈبل قیمت کی جائیداد سمال انڈسٹری کے نام رجسٹری ہوتی ہے جب ہم پہلے ڈبل کی شکل میں رقم دے چکے ہوتے ہیں اگر سود کی شکل میں بھی قسطیں short ہو کر یہاں تک پہنچ جائیں تو ان کے پاس ایک process ہے کہ اگر کوئی بندہ قسطیں ادا نہ کرے تو اس کی زمین آپ لے لیں۔ کیا کوئی آدمی ڈیفالٹر ہو تو یہ اس کو کس قانون کے تحت گرفتار کر سکتے ہیں وہ rules اور قانون ہمیں بتا دیں کیونکہ انہوں نے لکھا ہے کہ قانون کے تحت گرفتاری عمل میں لائی جاتی ہے میں یہاں Constitution کے دو آرٹیکلز کا حوالہ دوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ وہ قانون بتادیں جس کے تحت یہ ڈیفالٹرز کو گرفتار کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جو لوگ دو اقساط نہیں دیتے ان کو ہم نوٹس دیتے ہیں کہ آپ کی دو اقساط جمع نہیں ہوئی ہیں، جب ان کی دو اقساط جمع نہیں ہوتیں اس کے بعد جب ان کو نوٹس ملتا ہے تو ہم تین ماہ تک انتظار کرتے ہیں کہ اس کا جواب آجائے اگر تین ماہ تک جواب نہیں آتا تو اس کی جائیداد کو auction کیا جاتا ہے اگر جائیداد میں کوئی غلطی نکل آئے، کہیں لوگوں نے اس طرح کے بھی documents جمع کروائے ہوتے ہیں جو legal ضروریات پوری نہیں کرتے یا اس وقت جب انہوں نے پیسے borrow کئے ہوتے ہیں تو اس وقت انہوں نے غلط documents دیئے ہوتے ہیں اگر ان پر پوری طرح ہمارا کنٹرول نہ ہو تو پھر محکمہ پولیس کے ذریعے کارروائی کرتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کا سوال یہ ہے کہ کس قانون کے تحت کارروائی کی جاتی ہے؟

وزیر صنعت: جناب سپیکر! ہمارے محکمے کے بائی لاز ہیں اس قانون کے تحت ہم گرفتاری عمل میں لاتے ہیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں یہاں Constitution کے آرٹیکل 9 اور 13 کا حوالہ دوں گا اس میں بڑا واضح لکھا ہے۔

1. No person shall be deprived of life or liberty in accordance with law.

جناب سپیکر! کوئی بھی rules کی کتاب ایسی نہیں ہے، یہ یہاں پیش کریں تب تک کے لئے اس کو pending فرمادیں جس میں یہ لکھا ہو جو آدمی defaulter ہو اس کو arrest کیا جا سکتا ہے، جو بات منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں وہ ایک different بات ہے کہ جس شخص کو کورٹ میں لایا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ اس نے documents جعلی دیئے ہیں تو وہ ایک different matter ہے وہ defaulter ہونے پر گرفتاری کا معاملہ نہیں ہے۔ Constitution کے آرٹیکل 13 کے اندر بڑی

واضح بات لکھی ہوئی ہے۔

13. No person shall a be prosecuted or punished for the same offence more than once;or

جناب سپیکر! Constitution میں بھی double punishment کے اندر منع ہے۔ یہ اس طرح کرتے ہیں کہ ایک آدمی defaulter ہوتا ہے تو جو آدمی پچاس ہزار کا defaulter ہے اس کو گرفتار کر لیتے ہیں اور جو پچاس ارب کھا جائے اس کے لئے کسی قسم کا کوئی rule اور قانون نہیں ہے۔ حقیقت میں جتنے بھی financial institutions ہیں defaulter ہونے کی بنیاد پر یہ کسی فرد کو نہیں پکڑ سکتے اس میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے فیصلے بھی ہیں کہ ایک آدمی اگر defaulter ہے تو آپ نے اس کو loan دینے سے پہلے اس کی security کے طور پر آپ نے جائیداد اپنے محکموں کے نام رجسٹری کروالی ہے اور اگر آپ نے کروالی ہے تو آپ کے پاس Cival Procedure Law کے اندر وہ چیزیں رجسٹری کے لئے موجود ہیں کہ جو چیز آپ کے پاس contract کسی فرد نے Citizen of Pakistan پورا نہیں کیا تو آپ اس جائیداد کو سیل کر کے وہ رقم تو پوری کر سکتے ہیں اس کو گرفتار نہیں کر سکتے۔ to the point منسٹر موصوف مجھے اس بات کا جواب دیں کہ وہ کون سا Constitution کا آرٹیکل ہے، کون سے سمال انڈسٹریز کے rules ہیں وہ کون سی CRPC کے اندر ایسی بات ہے یہ صرف to the point ایک بات کا جواب دیں کہ defaulter کو کوئی بھی کارروائی کئے بغیر گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہم تب تک گرفتاری عمل میں نہیں لاتے جب تک ایک ریونیو ایکٹ ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ اگر کاغذات غلط دیئے گئے ہیں تو اس وقت گرفتاری عمل میں لائی جاتی ہے ویسے میں موصوف اور باقی ہاؤس کے دوستوں کو بتا دوں کہ اللہ کے فضل سے جو سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے اس وقت تک حالات ہیں وہ اتنے اچھے ہو چکے ہیں کہ ہمارے 88 فیصد کے قرضہ جات واپس آگئے ہیں اور اس وقت ان قرضہ جات کو دوبارہ بھی دیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! پلیز تشریف رکھیں کافی ہو گیا۔ ضمنی سوال پر کوئی discussion تو نہیں ہوتی ہے۔ جی، حاجی اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ defaulters کی تعداد 484 ہے۔ یہ بتائیں کہ اس میں سے کتنے defaulters کو انہوں نے آج تک گرفتار کیا یا ان کی جائیداد نیلام کی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! ابھی تک کسی بھی defaulter کو گرفتار نہیں کیا گیا جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ جو ہمارے محکمے کا طریق کار ہے اس کی وجہ سے یہاں چھوٹے چھوٹے۔۔۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! پلیز تشریف رکھیں کافی ہو گیا ہے۔ جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہمارے بائی لاز میں ہے کہ ہم گرفتار کر سکتے ہیں کیا کوئی محکمہ یہ Criminal Procedure یا Civil Procedure کو از خود بائی لاز میں add کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں نے جیسے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ ہمارے بائی لاز میں درج ہے کہ اگر کوئی آدمی غلط قسم کے کاغذات جمع کرواتا ہے اور اس پر loan لیتا ہے اگر وہ ثابت ہو جائے کہ اس کے کاغذات غلط ہیں تو ریونیو ایکٹ کے تحت اس کی گرفتاری عمل میں لائی جا سکتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! issue یہ ہے کہ جو لوگ loan واپس نہیں کرتے اس میں ان کی پراپرٹی mortgage ہو جاتی ہے جیسے انہوں نے کہا کہ double of the price آپ اس کی پراپرٹی as arrears of the land revenue cover کریں گے مگر انہوں نے خود کہا ہے بے شک آپ ٹیپ چلوا لیں انہوں نے کہا کہ ہم arrest کر سکتے ہیں۔ یہاں لاء منسٹر تشریف فرما نہیں ہیں یہ مجھے بتا دیں کہ کوئی ایسا قانون جس میں آپ اپنے بائی لاز میں arrest کرنے کا اختیار رکھ سکتے ہیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میری بھی یہی بات تھی۔۔۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ میری بات سنیں، کافی ضمنی سوال آ گئے ہیں۔۔۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جتنے بھی financial institutions ہیں وہ پبلک کو ہراساں نہ کریں۔۔۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! نولاٹیا صاحب آپ کے چیمبر میں تشریف لائیں گے آپ ان کی ذرا تسلی کروا دینا۔ نولاٹیا صاحب، پلیز آپ تشریف رکھیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں صرف آخری بات کرنے لگا ہوں، انہوں نے جواب دیا ہے کہ قانون کے تحت گرفتاری عمل میں آتی ہے اور اگر پھر بھی وصولی نہ ہو تو مروجہ قوانین کے تحت جائیداد کی نیلامی کی جاتی ہے، کہ لاتے ہیں سرور اول دیتے ہیں شراب آخر، پہلے تو بندے کو گرفتار کرتے ہیں اس کی liberty کو، injure کرتے ہیں، اس کی honour کو injure کرتے ہیں اور اس سے زمین پہلے لے چکے ہوتے ہیں اور جب اس کی liberty کو اس کی honour کو injure کر چکے ہوتے ہیں، اس میں کورٹس کے فیصلے بھی موجود ہیں سپریم کورٹ و ہائی کورٹ نے فیصلے دیئے ہیں کہ according to the Constitution of Islamic Republic of Pakistan double punishment is prohibited, آپ اس کے خلاف نہ کریں تو یہ ہے کہ قرضہ دیتے ہیں تو زمین پہلے منتقل کرواتے ہیں پھر جب defaulter ہوتا ہے اس کو گرفتار کرتے ہیں اور جب وہ گرفتاری پر بھی نہیں دیتا تو پھر ان کے قوانین حرکت میں آتے ہیں۔ آپ اس پر یہ رولنگ دے دیں کہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے جو فیصلے دیئے ہیں ان کے مطابق کسی فرد کو گرفتار نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4759 ہے۔

### کامرس کالج بہاولنگر، میں ایم۔اے اور ایم۔بی۔اے کلاسز کا اجراء

*4759 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا حکومت کامرس کالج بہاولنگر میں ایم۔کام اور ایم۔بی۔اے کی کلاسز کا اجراء کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت:

حکومت سے اجازت اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے الحاق کے بعد بی۔کام کی کلاسز کا اکتوبر 2003 سے اجراء ہو چکا ہے جبکہ SNE کی منظوری کا تاحال گورنمنٹ سے انتظار ہے۔ جہاں تک ایم۔کام اور ایم۔بی۔اے کی کلاسز کا تعلق ہے تو اس ضمن میں کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں، میں نے ایک ہی سوال کیا ہے جس میں ڈیمانڈ کی گئی تھی کہ بہاولنگر کامرس کالج میں ایم کام اور ایم بی اے کی کلاسز کا اجراء کرنے کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں لیکن اس میں وہ بات بتائی گئی ہے جو میں نے پوچھی ہی نہیں ہے کہ حکومت سے اجازت اور اسلامی یونیورسٹی بہاولپور سے الحاق کے بعد بی کام کی کلاسز کا اکتوبر 2003 سے اجراء ہو چکا ہے۔ حالانکہ میں نے یہ بات نہیں پوچھی جبکہ SNE کی منظوری کا تاحال گورنمنٹ کی طرف سے انتظار ہے۔ جہاں تک ایم، کام اور ایم بی اے کی کلاسوں کا تعلق ہے تو اس ضمن میں کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے"۔ مجھے ذرا یہ بتا دیں کہ Education Policy کے تحت اگر کوئی اس میں شرائط ہیں جن کے تحت کامرس کالج جب تک وہ شرائط پورے نہ کرے وہاں پر ایم، کام یا ایم بی اے کی کلاسیں نہیں لگ سکتیں تو وہ مجھے ذرا قانون بتا دیں یا وہ rule بتا دیں جس کے تحت وہاں پر ان کلاسوں کا اجراء نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! کسی ادارے کی کلاسیں اس وقت تک شروع نہیں کی جاتیں جب تک کہ وہاں پر سہولیات پوری نہ ہوں۔ اگر سہولیات پوری ہوں اور وہاں ضرورت ہو تو پھر TEVTA وہاں پر اپنی نئی کلاسیں شروع کر سکتا۔ اس وقت وہاں پر جو حالات ہیں ان کے تحت یہی لکھا ہے کہ SNE یعنی sanction of new expenditure جو ہے ان کی اگر اجازت مل گئی تو پھر وہاں پر یہ کلاسیں شروع کی جا سکتی ہیں۔ اس وقت وہاں اتنی سہولیات نہیں ہیں کہ وہاں پر بی کام اور ایم کام کی کلاسیں شروع کی جا سکیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے وہ rule پوچھا ہے کہ جس کی وجہ سے وہاں پر ایم بی اے یا ایم کام کی کلاسیں نہیں لگ رہیں۔ میں نے وہ rules پوچھے ہیں جو ایجوکیشن کے تحت ہیں، جن کی وجہ سے وہاں پر ان کلاسوں کا اجراء نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: rules یہی ہیں کہ اس وقت وہاں پر مناسب سہولیات موجود نہیں ہیں۔ اس لئے وہاں پر یہ کلاسیں شروع نہیں کی جا رہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پالیسی کا تعلق قانون سے نہیں ہے۔ پالیسی آپ نے خود بنائی ہوتی ہے، آپ کی کیبنٹ نے بنائی ہوتی ہے۔ میں نے وہ rules پوچھے ہیں جو ایجوکیشن کے تحت ہیں، جو مانع ہیں اس بات میں کہ وہاں پر یہ کلاسیں نہیں لگ رہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ بی بی! کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ جی، اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): On his behalf سوال نمبر 5234 ہے۔ (معزز رکن نے ملک اصغر علی قیصر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5234 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر 5234، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں؟

لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ): جی، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

## سمال انڈسٹریل اسٹیٹ لاہور سے متعلقہ معلومات

*5234 ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ لاہور کب اور کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا تھا؟

(ب) اس میں کس کس سائز کے کتنے پلاٹ بنائے گئے تھے؟

(ج) کتنے پلاٹ الاٹ ہوئے اور کتنے خالی پڑے ہیں؟

(د) فی مرلہ پلاٹ کی قیمت کیا وصول کی گئی تھی؟

(ہ) کل کتنی رقم ان پلاٹوں کی نیلامی سے حاصل ہوئی؟

(و) اب یہ انڈسٹریل اسٹیٹ محکمہ کے زیر انتظام ہے یا پھر اس کو متعلقہ انڈسٹریل اسٹیٹ کی یونین کے حوالے کر دیا گیا ہے؟

وزیر صنعت:

(الف) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ لاہور 62-1961 میں قائم کی گئی اور اس کا رقبہ 9.75 ایکڑ ہے۔

(ب) دو کنال کے 12، ایک کنال کے 19 اور 10 مرلے کے 9 پلاٹس بنائے گئے ہیں۔ ان کی تعداد 40 ہے۔

(ج) الاٹ شدہ پلاٹس 40 ہیں اور کوئی خالی نہیں ہے۔

(د) ابتدائی قیمت فی مرلہ 250 روپے مقرر کی گئی تھی۔

(ہ) کوئی نیلامی نہیں کی گئی تھی، سب پلاٹ الاٹ ہوئے تھے۔ البتہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ سے 1.382 ملین روپے حاصل ہوئے تھے۔

(و) یہ اسٹیٹ محکمہ کے زیر انتظام ہے اور اس کو متعلقہ یونین کے حوالے نہیں کیا گیا ہے۔ کیونکہ کوئی باضابطہ رجسٹرڈ یونین نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں یہ جو کہا گیا ہے کہ "10۔ایکڑ رقبے پر سمال انڈسٹریل سٹیٹ قائم کی گئی ہے۔" اس میں جو پلاٹس بنائے گئے ہیں ان کی تعداد 40 بتائی گئی ہے لیکن اگر ان کو علیحدہ علیحدہ figure میں دیکھا جائے تو وہ تعداد ان کی 51 ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): اس کی صحیح تعداد کیا ہے، ایک۔ دوسرا یہ 40 پلاٹس کتنے رقبے پر بنائے گئے ہیں اور جو باقی رقبہ بچتا ہے کیا اس کی نیلامی کی گئی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ جب یہ سمال انڈسٹری اسٹیٹ بنی تو یہ 62-1961 میں بنی تھی کہ اس کا ٹوٹل تقریباً 10 ایکڑ رقبہ تھا۔ اس میں دو کنال کے 12 پلاٹ تھے۔ ایک کنال کے 19 پلاٹ تھے اور 10 مرلے کے 9۔ پلاٹ تھے، ٹوٹل 40 پلاٹ تھے۔ یہ ٹوٹل کے ٹوٹل 40 پلاٹ اس وقت fill ہیں۔ اس میں کوئی بھی کسی کو آکشن نہیں کیا گیا۔ یہ سب کے سب پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب !

چودھری اصغر علی گجر: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف اس کی وضاحت فرمائیں گے کہ انڈسٹریل سٹیٹ بنانے کے لئے کون سا criteria ہے جس کو آپ سمجھتے ہیں کہ یہاں پر انڈسٹریل اسٹیٹس بنائی جائیں؟ کس ضلع کے اندر، کس جگہ پر وہ کون سا criteria ہے جس کو مدنظر رکھ کر آپ یہ انڈسٹریل اسٹیٹس بناتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو علاقے کی ضروریات دیکھی جاتی ہیں کہ وہاں انڈسٹری اسٹیٹ بننی چاہیے یا نہیں۔ اس سے پہلے بھی پنجاب گورنمنٹ نے بہت جگہ انڈسٹری اسٹیٹس بنائی ہوئی ہیں۔ بہت سی انڈسٹری اسٹیٹس کامیاب ہیں اور بہت سی انڈسٹری اسٹیٹس ناکام بھی ہیں۔ اب جو ہمارا criteria ہے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ کہاں کہاں لوگوں کی اس وقت ضروریات ہیں۔ کہاں کہاں نئی jobs create کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کا سوال ہے کہ criteria کیا ہے؟

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں criteria ہی بتارہا ہوں کہ وہاں پر ہی انڈسٹریل اسٹیٹس بنائی جاتی ہیں جہاں پر اس طرح کے حالات ہوں کہ وہاں انڈسٹری بنائی جائے، مثال کے طور پر کسی جگہ پر کپاس کی کاشت زیادہ ہے، کپاس کی فصل زیادہ ہے تو وہاں ٹیکسٹائل مل نہیں ہے، اس طرح جو کاٹن سے متعلقہ انڈسٹری ہے وہ لگائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی criteria نہیں ہے۔ کئی لوگوں کی درخواستیں آتی ہیں کہ یہاں پر انڈسٹری اسٹیٹ بنائیں، ہم ان کو یہی درخواست کرتے ہیں کہ براہ مہربانی بتائیں کہ وہاں کس قسم کی ضروریات ہیں اور کون کون سے لوگ ڈیمانڈ کر رہے ہیں کہ یہاں ہم یہ انڈسٹری لگانا چاہتے ہیں تو گورنمنٹ وہاں پر انڈسٹری سٹیٹ لگانے کے لئے تیار ہوتی ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

راجہ طارق کیانی: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ پنجاب میں یہ جو انڈسٹریل ڈویلپمنٹ اسٹیٹس کی پریکٹس چلی ہوئی ہے کہ تمام کی تمام زمین کو یہ نیلام عام کی بجائے دوسری طرح سے الاٹمنٹ کرتے ہیں تو کیا یہ وجوہات اور اسباب بتائیں گے کہ محکمے کی وہ کون سی مجبوری ہے کہ حکومت کی زمین کو نیلام عام کے ذریعے اگر یہ فروخت کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ دس بیس یا پچاس گنا زیادہ آمدنی آسکتی ہے تو اس کی بجائے یہ جو ریوڑھی بانٹ کا عمل جس کو ہم الاٹمنٹ کہتے ہیں وہ کن اسباب یا وجوہات کی بناء پر ان کا محکمہ نیلامی کی بجائے الاٹمنٹ کرتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: دیکھیں جی! سب سے پہلے تو یہ پنجاب گورنمنٹ کا کوئی پروگرام نہیں ہے کہ وہ انڈسٹری اسٹیٹ جب بنائیں تو اس سے کوئی آمدن حاصل کریں۔ نئے انڈسٹری اسٹیٹس بنانے کا مقصد یہی ہے کہ لوگوں کو بہترین سہولیات مہیا کی جائیں۔ ابھی ہم نے ایک سندر انڈسٹری اسٹیٹ لاہور میں

بنائی ہے جو کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس علاقے میں بلکہ پورے ایشیا میں ایک مثالی انڈسٹری اسٹیٹ ہو گی۔ اس کی جو زمین لی گئی ہے، اس پر جو ڈویلپمنٹ چارجز آئے ہیں وہی صرف انڈسٹری والوں سے چارج کئے گئے ہیں۔ اس پر نہ کوئی منافع کا پروگرام ہے اور نہ ہی کبھی منافع کے بارے میں گورنمنٹ نے سوچا ہے کہ اس پر منافع کمایا جائے۔

راجہ طارق کیانی: میرا خیال ہے کہ وزیر موصوف یا تو میرا سوال سمجھ نہیں سکے یا میں سمجھانے سے قاصر ہوں۔ سوال یہ ہے کہ انڈسٹریل اسٹیٹس کی جو بھی requirements یا rules regulations ہیں وہ تو آپ کے بن جاتے ہیں، یہ rules regulations یا criteria کو بروئے کار لانے کے باوجود اگر آپ کے وہ پلاٹس نیلام عام کے ذریعے آسانی سے فروخت ہو سکتے ہیں تو پھر وہ کون سا امر مانع ہے کہ آپ نیلام کی بجائے الاٹمنٹ کے چکر میں پڑ جاتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ الاٹمنٹ جو ہوتی ہے یہ only for those people who want to take a plot in the Industrial Estate. عام نیلام نہیں ہو سکتے۔

وزیر صنعت: میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہمارے انڈسٹریل پلاٹ کو دینے کا مطلب ہوتا ہے کہ facilities کر دینا ہے نہ کہ گورنمنٹ اس سے پیسے کمائے۔ ان کو بہترین اور سستی سے سستی قیمتوں پر پلاٹ فراہم کئے جائیں، نہ کہ ہم ان سے پیسے کمائیں۔ یہ مقصد گورنمنٹ کا انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا نہیں ہے۔

راجہ طارق کیانی: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ انڈسٹریل پلاٹس فطرتی بات ہے کہ انڈسٹری میں دلچسپی رکھنے والے لوگوں کے پاس جائیں گے۔ اس کے لئے یہ ایک criteria یا ایک اصول یا قواعد بنا دیتے ہیں کہ اس کیٹیگری کے لوگ صرف نیلام عام میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اس کے باوجود یہ محکمہ کو کوئی آمدن کا سبب بن سکتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کو الاٹمنٹ کی بجائے نیلام عام کے ذریعے مخصوص لوگوں کے لئے یہ نیلام کریں تو محکمہ کو اس میں بدرجہ آمدن کا ایک اضافے کا موجب بن سکتے ہیں اور اس پر ان کو غور فرمانا چاہئے۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! حکومت اس وقت یہ سوچ رہی ہے کہ کوئی بھی اگر foreigner بیس ملین ڈالر تک investment پاکستان میں کرتا ہے تو ہم ان کو مفت زمین دینے کے لئے تیار ہیں۔ یہ

کہہ رہے ہیں کہ ہم الاٹ زمین کو نیلام کریں اور زیادہ سے زیادہ پیسے کمائیں۔ ہم تو یہ سہولت دینا چاہ رہے ہیں کہ لوگ زیادہ سے زیادہ پنجاب میں آئیں اور آکر انڈسٹری لگائیں، تب ان کو انڈسٹری لگانے کے لئے پیسے خرچ کرنے کی ضرورت پڑے تاکہ نئی job create ہو سکیں۔ اس طرح کا پنجاب گورنمنٹ کا اس وقت کوئی پروگرام نہیں ہے کہ ہم انڈسٹری کے پلاٹس فروخت کر کے ان سے آمدن حاصل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خان صاحب !

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ایک سوال اس کے بعد ہے اگر آپ اسے out of turn لے لیں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں ابھی دیکھتا ہوں۔ اگلا سوال نمبر 5234 ملک اصغر علی قیصر کا ہے--- تشریف نہیں رکھتے۔ لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال نمبر 5235 ملک اصغر علی قیصر کا ہے--- تشریف نہیں رکھتے۔ لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال نمبر 5624 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: On his behalf سوال نمبر 5624۔ جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

(معزز رکن نے انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5624 دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کر کیا جاتا ہے۔

## ضلع رحیم یار خان، 2002 تا 2004، گزارہ الاؤنس سکیم سے متعلقہ تفصیلات

5624 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال 03-2002 اور 04-2003 میں گزارہ الاؤنس کی مد میں ضلع رحیم یار خان کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) گزارہ الاؤنس کے لئے کتنی درخواستیں موصول ہوئیں؟

(ج) کتنے افراد کی اس مد میں امداد کی گئی؟

(د) کتنے افراد کی درخواستیں مسترد ہوئیں؟

(ہ) ان کی منظوری دینے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) اس مد سے مالی امداد کے لئے کن کن Documents اور ان کی تصدیق درخواست دہندہ کو کروانا ضروری ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر:

(الف) ضلع رحیم یار خان کو مذکورہ مدت میں گزارہ الاؤنس کی مد میں فراہم کی جانے والی رقم کی سال وار تفصیل درج ہے:۔

| سال | رقم |
|---|---|
| 2002-03 | 5,16,12,000 روپے |
| 2003-04 | 5,25,80,000 روپے |

(ب) اس عرصہ کے دوران 26553 درخواستیں موصول ہوئیں۔

(ج) اس مد میں 19,780 افراد کی مدد کی گئی۔

(د) اس مد میں 6,753 افراد کی درخواستیں مسترد ہوئیں۔

(ہ) گزارہ الاؤنس کی منظوری ہر مقامی زکوٰۃ کمیٹی اتفاق رائے سے دیتی ہے ہر زکوٰۃ کمیٹی ایک چیئرمین اور دو خواتین سمیت 9 ارکان پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ کمیٹی بغیر کسی معاوضہ کے رضاکارانہ طور پر کام کرتی ہے۔ لہذا اس کا کوئی عہدہ، گریڈ نہیں ہوتا۔

(و) گزارہ الاؤنس حاصل کرنے کے لئے مستحق کو تحریری درخواست دینی ہوتی ہے کہ وہ کیوں ماہانہ گزارہ الاؤنس حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس درخواست کے ساتھ اسے اپنے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی لف کرنا ہوتی ہے۔ یہ درخواست وہ اپنی مقامی زکوٰۃ کمیٹی کو ہی دیتا ہے اور وہ ہی ماہانہ گزارہ الاؤنس کے لئے منظوری دینے کی مجاز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو گزارہ الاؤنس کی رقم ضلع رحیم یار خان کو اس میں لکھا ہوا ہے کہ فراہم کی گئی، اتنے لوگوں کو دی گئی، اتنے منظور ہوئے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو ضلع وار allocation ہوتی ہے یہ کس بنیاد پر کی جاتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر زکوٰۃ وعشر: جناب سپیکر! یہ آبادی کے لحاظ سے تقسیم کی جاتی ہے۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

چودھری زاہد پرویز: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں لکھا ہوا ہے کہ "کتنے افراد کی اس مد میں امداد کی گئی ہے"۔ تو اس کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کس سوال پر ضمنی سوال کر رہے ہیں؟

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میں سوال نمبر 5624 پر ضمنی سوال کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو گزارہ الاؤنس دیا جاتا ہے یہ ماہانہ بنیادوں پر دیا جاتا ہے، تین مہینے بعد یا چھ مہینے بعد دیا جاتا ہے اور ایک فرد کو کتنا گزارہ الاؤنس دیا جاتا ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! پانچ سو روپے فی ماہ مقرر کیا گیا ہے۔ قسط سال میں دو دفعہ آتی ہے۔ ہر چھ مہینے کے بعد ہم یہ دیتے ہیں یعنی ہر ماہ پانچ سو روپے دیتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ جنرل الیکشن کے دوران ضلع لیہ کے اندر ایک ماہ میں تقریباً ایک کروڑ روپے کی زکوٰۃ بطور رشوت تقسیم کی گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا آپ اس مہینے کا آڈٹ کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں، اس کی انکوائری کروائیں کہ آیا وہ بطور رشوت دی گئی ہے یا کہ مستحق لوگوں کو دی گئی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر: میں فاضل ممبر سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ سوال relevant ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے It does not pertain to this question.

چودھری اصغر علی گجر: ضلع لیہ کے اندر ایک کروڑ روپے کی زکوٰۃ بطور رشوت تقسیم کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ضمنی سوال تو نہیں بنتا۔

چودھری اصغر علی گجر: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر صاحب اس ماہ کا آڈٹ کروانے اور اس بابت تحقیقات کروانے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! اصل سوال تو ضلع رحیم یار خان کے حوالے سے ہے جبکہ معزز رکن ضلع لیہ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ ان کا ضمنی سوال relevant تو نہیں ہے بہر حال معزز رکن اس بارے میں تحریری طور پر کوئی شکایت کریں تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ ضروری کارروائی کریں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 2003 سے لے کر اب تک انہوں نے ضلع بہاول نگر میں گزارہ الاؤنس کی مد میں کتنی رقم دی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا سوال relevant نہیں ہے کیونکہ اصل سوال تو ضلع رحیم یار خان کے حوالے سے ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! محکمہ کا تعلق تو پورے پنجاب سے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے لیکن اس کے لئے آپ کو fresh question دینا ہوگا۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! جز (د) میں بتایا گیا ہے کہ اس مد میں 6,753 افراد کی درخواستیں مسترد ہوئیں یہ درخواستیں اس وجہ سے مسترد ہوتی ہیں کہ ان علاقوں میں زکوٰۃ کمیٹیاں بنتی ہی نہیں ہیں۔ جب اس بابت پوچھا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ جی ابھی یونین لیول پر ان کے الیکشن نہیں ہوئے۔ اسی طرح پورا سال گزر جاتا ہے اور درخواستیں پڑی رہتی ہیں پھر بعد میں کہا جاتا ہے کہ دوبارہ سے درخواستیں دیں۔ وزیر موصوف یہ بتائیں کہ اس مد میں جو رقم بچ جاتی ہے وہ کہاں جاتی ہے اور دوبارہ سے درخواستیں کیوں لی جاتی ہیں، پہلے سے موجود درخواستوں کو کیوں recommend نہیں کیا جاتا؟

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! اس مد میں کوئی رقم ضائع نہیں ہوتی، نہ ہی واپس ہوتی ہے۔ تمام رقم مستحق لوگوں تک پہنچائی جاتی ہے۔ ایک لوکل زکوٰۃ کمیٹی ہوتی ہے جو افراد کو منتخب کرتی ہے۔ بیوگان، ضعیف یا مالی طور پر کمزور لوگوں کو منتخب کرتی ہے۔ لوکل زکوٰۃ کمیٹی ہی اس بات کا فیصلہ کرتی ہے۔ بہر حال کوئی رقم واپس نہیں جاتی بلکہ تمام کی تمام رقم مستحق لوگوں تک پہنچائی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال 5625 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے، سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال جناب سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 6036۔ جناب والا! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## 2001تا 2004 T.E.V.T.Aکے رجسٹرڈ کردہ اداروں اور مالکان کے ناموں کی تفصیل

*6036جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں فنی تعلیمی اداروں کی رجسٹریشن T.E.V.T.Aکر رہا ہے؟

(ب) جولائی 2001 سے جولائی 2004 تک T.E.V.T.Aنے جن فنی تعلیمی اداروں کی رجسٹریشن کی،ان کے نام مع مالکان کے نام بیان کئے جائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بعض اداروں کو T.E.V.T.Aکے قواعد و ضوابط کو نظر انداز کر کے رجسٹرڈ کیا اور بعد میں ان اداروں کو ڈی رجسٹرڈ کر دیا گیا۔ڈی رجسٹرڈ کئے گئے اداروں کے نام مع مالکان کے نام بتائے جائیں؟

(د) کیا قواعد و ضوابط کو نظر انداز کر کے فنی تعلیمی اداروں کو رجسٹرڈ کرنے والے T.E.V.T.A کے حکام کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی۔ اگر ہاں تو تفصیل بیان کی جائے،اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر صنعت:

(الف) جی ہاں! پنجاب میں فنی تعلیمی اداروں کی رجسٹریشن T.E.V.T.Aکر رہا ہے۔

(ب) 2001 سے 2004 تک کل 105 ادارے رجسٹرڈ کئے گئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) قواعد و ضوابط کو نظر انداز کر کے کسی ادارے کو رجسٹرڈ نہیں کیا گیا تاہم بعد ازاں پرائیویٹ اداروں کی رجسٹریشن کے قانون کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے قانونی تقاضوں کی بے ضابطگی کی بناء پر ادارہ قائد اعظم انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی، خانیوال کو ڈی رجسٹرڈ کیا گیا۔ ادارہ کے مالک کا نام وقار مقصود ہے جبکہ پرنسپل کا نام اشتیاق احمد پراچہ ہے۔

(د) اس سوال کا جواز ہی نہیں بنتا کیونکہ کسی ادارہ کو قواعد و ضوابط کو نظر انداز کر کے رجسٹریشن نہ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جز (د) میں جواب دیا گیا ہے کہ اس سوال کا جواز ہی نہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ کسی ادارہ کو قواعد و ضوابط کو نظر انداز کر کے رجسٹریشن نہ دی گئی ہے بڑی مختصر گزارش ہے کہ پنجاب اسمبلی کو ویسے ہی مذاق بنایا گیا ہے۔ ہر محکمہ غلط جواب دیتا ہے۔ میں ان کے محکمہ کے documents لے کر آیا ہوں۔ TEVTA کے جو registration and recognization standards ہیں، صفحہ نمبر 4 میں لکھا گیا ہے کہ:

(a) Complete infrastructure for the entire course;

(b) For B.A.E. Cources - the equipment for two years

آگے صفحہ نمبر 13 پر بلڈنگ کی specification دی گئی ہے۔ اس میں کلاس روم کا سائز 9 Sq.Ft. per student اور لیب ورکشاپ کا سائز 15 sq.ft. per student ہے۔ یہ T.E.V.T.A کا جو standard of registration and recognization ہے اس کی کتاب ہے۔ انہوں نے اپنے جواب میں بتایا ہے کہ قواعد و ضوابط کو نظر انداز کر کے کسی ادارہ کی رجسٹریشن نہ کی گئی ہے۔ چونکہ میں پورے سوال کو اس ہاؤس میں challenge کر رہا ہوں لہذا میں اب ایسے اداروں کی نشاندہی کر رہا ہوں۔ واہ کینٹ میں Vision College ہے وہاں نہ تو اس specification کا سامان ہے اور نہ ہی بلڈنگ ہے۔ واہ کینٹ میں Wah British کے نام سے ایک ادارہ ہے وہاں منظوری صرف first year کی ہے جبکہ وہاں پر آج بھی third year کی کلاسیں چل رہی ہیں۔ وزیر موصوف اگر چیک کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کی کمیٹی دو بار وہاں Wah British میں چیکنگ کے لئے گئی۔ دونوں بار انہوں نے آکر پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کے چیئرمین کو کہا کہ یہ ادارہ specification پر پورا نہیں اترتا لیکن تیسری بار چیئرمین بورڈ نے اپنے خصوصی اختیار استعمال کئے، وہ کیوں استعمال کئے وہ ایک الگ سٹوری ہے۔ چیئرمین نے اپنے خصوصی اختیار استعمال کرتے ہوئے first year کی منظوری دی۔ اس کے علاوہ واہ انسٹی ٹیوٹ واہ کینٹ میں بھی third year کی کلاسیں چل رہی ہیں اور یہ وہ کالج ہے کہ جس کے متعلق دو بار T.E.V.T.A کہہ چکا ہے کہ یہاں کے طالب علم کہیں اور شفٹ کئے جائیں۔ ہم نے ان کو منظوری نہیں دینی ہے۔ دو بار وہاں سے طالب علم shift بھی ہوئے ہیں لیکن آج پھر وہاں third year کی کلاسیں چل رہی ہیں۔ اسی طرح ساہیوال پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ ہے

وہاں بھی first year کی منظوری ہے لیکن کلاسیں third year کی چل رہی ہیں۔ وہاں پر تو اس specifications کے مطابق بلڈنگ ہے اور نہ ہی سامان ہے۔ میرے پاس ایسے اداروں کی ایک لمبی فہرست ہے جو کہ T.E.V.T.A کے سٹینڈرڈ کے مطابق نہیں ہیں۔ اگر وزیر صاحب کے پاس اس بات کا کوئی جواب ہے تو دیں کہ یہ کیوں، کیسے سارا فنی تعلیم کا نظام چل رہا ہے؟ اسی تعلیم پر کسی بھی قوم کی ترقی کا انحصار ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! جیسا کہ معزز رکن نے کہا ہے کہ انہوں نے خود جا کر دو انسٹیٹیوٹ چیک کئے ہیں اور وہاں as per specifications سہولیات موجود نہیں ہیں یا ان کی عمارت اس قابل نہیں ہے۔ دوسرا ان کے پاس صرف first year کی منظوری ہے جبکہ کلاسیں third year کی پڑھائی جا رہی ہیں۔ میں ان سے ایک درخواست کرتا ہوں کہ یہ میرے ساتھ وہاں چلے چلیں، اگر واقعی اسی طرح ہو رہا ہے تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف ایکشن لیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! سمیع اللہ خان صاحب نے جو point raise کیا ہے اس میں clear ہو گیا ہے کہ The department has not given a proper answer اور جواب غلط دیا گیا ہے۔ This is a breach of privilege of the House. دوسری بات یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ Rule 61 کے تحت this discussion on a matter of public important arising out of the answer of a question. ہم اس کا notice دیتے ہیں اور آپ اس کے لئے ٹائم مقرر کریں۔ چونکہ اب documents کے ساتھ یہ prove ہو گیا ہے کہ registration and recognization standard کی violation ہوئی ہے اور انہوں نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ اس کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اب آپ کو یہ clear ہو گیا ہے۔ ہم اس کے لئے notice دیتے ہیں اور آپ اس پر عام بحث کے لئے ٹائم مقرر کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جی، درست ہے۔ مجھے منظور ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں سمیع اللہ خان صاحب نے جو facts and figures پیش کئے ہیں منسٹر صاحب نے انھیں چیلنج نہیں کیا اور نہ ہی انہوں نے یہ کہا ہے کہ ان کا ضمنی سوال غلط ہے۔ واقعی یہ معاملہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے without requisite facilities and infrastructure یعنی پورے صوبے میں باتھ رومز میں کالجز اور بیڈ رومز میں یونیورسٹیز بنائی جا رہی ہیں جس سے پوری نسل کا بیڑا غرق کیا جا رہا ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ آپ اس سوال کو public importance matter قرار دیتے ہوئے اس پر بحث رکھ لیں اور وزیر موصوف اپنے محکمے سے update جواب لے کر آئیں کہ آیا سمیع اللہ خان صاحب نے جو حقائق بیان کئے ہیں واقعی وہ درست ہیں اور اگر درست نہیں ہیں تو پھر انہوں نے جواب کس طرح سے دیا ہے کہ اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! یہ میرے ساتھ چلیں اگر ثابت ہو کہ واقعی یہ غلط بنایا ہے یا وہاں پر غلط کام ہو رہا ہے، سٹینڈرڈ کے مطابق کام نہیں ہو رہا تو پھر ہم اس کے خلاف ایکشن لیں گے۔ ابھی تو کوئی چیز prove نہیں ہوئی کہ واقعی وہاں غلط کام ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں خود وہاں گیا ہوں لیکن جب تک یہ چیز میں نہ دیکھوں یا مجھے ثابت نہ ہو جائے تو اس پر کیسے action لے سکتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ خود جائیں۔ محکمے نے کہا ہے کہ ایسے نہیں ہے لیکن سمیع اللہ خان صاحب نے کہا ہے کہ میں وہاں پر گیا ہوں اور وہاں پر requisite facilities and infrastructure نہیں ہے۔ یا تو وزیر موصوف یہاں پر یہ فرمائیں کہ ان کی بات غلط ہے اور میں محکمے کے جواب کو بالکل درست مانتا ہوں اور ایسے ہی ہے۔ وہ ان کی بات کی تردید بھی نہیں کرتے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ میرے ساتھ چلیں تو یہ کس بات کی تنخواہ لیتے ہیں؟ کس بات کا ٹی اے / ڈی اے لیتے ہیں؟ ان کے پاس کس بات کی منسٹری ہے؟ یہ جائیں اور جا کر دیکھیں۔ ان کو چاہئے تھا کہ جب اس سوال کے جواب کی تیاری کر رہے تھے تو اس وقت اس بات کو ensure کرتے کہ آیا یہ بات درست ہے۔ اب یا تو یہ محکمے کی طرف سے موقف اختیار کریں کہ یہ جواب درست ہے۔ اگر یہ درست نہیں ہے تو پھر آپ کو اس کا نوٹس دے دیا گیا ہے اور آپ اس پر بحث کے لئے ٹائم مقرر کر دیں۔ اسی دوران یہ وہاں جا کر دیکھ آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! میرے خیال میں ان کا اعتراض صحیح ہے۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ محکمے کا جواب درست نہیں ہے جب تک کہ مجھے پتا نہ چل جائے۔ جب مجھے پتا چل جائے گا کہ واقعی وہاں پر باقاعدگی سے کام نہیں ہو رہا یا غلط کام ہو رہا ہے تو اس کے بعد میں توثیق کر سکتا ہوں اس سے پہلے تو نہیں کر سکتا۔

**MR DEPUTY SPEAKER:** Do you want to visit the site yourself first?

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! منسٹر صاحب معزز ممبر کے ساتھ joint visit کر لیں۔

**MR DEPUTY SPEAKER:** I am coming back to your point. I am pending this question and you along with the Minister visit the site and if it is true then it will go to the Public Accounts Committee.

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! یہ visit کر لیں and they should submit the report under Rule 61 as this question is of public importance پھر اس پر یہاں عام بحث کریں کہ ---

**MR DEPUTY SPEAKER:** I am sending it to the Public Accounts Committee. You should visit the site and if it is proved the way you are saying then it will go directly to the Public Accounts Committee and action will be taken against him.

جناب ارشد محمود بگو: پہلے یہ فیصلہ کر لیں کہ سمیع اللہ صاحب ہی ان کے ساتھ جائیں یا منسٹر صاحب خود visit کر کے رپورٹ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سمیع اللہ خان صاحب! Do you want to go along with the minister?

جناب سمیع اللہ خان: جی، جناب! میں ساتھ جاؤں گا اور ثابت بھی کروں گا لیکن آپ اس پر عام بحث رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب کے ساتھ سمیع اللہ خان صاحب اور ارشد محمود بگو صاحب visit کریں گے۔

جناب سمیع اللہ خان: لیکن اس پر عام بحث ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب ایک چیز prove ہو جاتی ہے تو پھر بحث کی ضرورت نہیں ہوتی۔
We will send it to the Public Accounts Committee. That's it.

**RANA AFTAB AHMAD KHAN:** Sir, what has the Public Account Committee get to do with it?

**MR DEPUTY SPEAKER:** Public Accounts Committee is the main force to take action against any body.

رانا آفتاب احمد خان: نہیں، جناب! نہیں۔ آپ اس کے rules پڑھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ مسئلہ مجلس استحقاقات کا نہیں ہے بلکہ
If the department is going beyond its purview and the misconduct is proved then it will go to the Public Accounts Committee.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! If there are financial irregularities یا misappropriations ہیں تو Public Accounts Committee میں جائے گی
But if it relates to the violation of the rules or regulations the department concerned can take the notice.

اس کی بھی کمیٹی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ:
This is going to be the property of the House. We will like to discuss in the House as to why such irregularities have happened?

یہ issue ہم نے raise کیا ہے اور ہم rule 61 کے تحت نوٹس دیں گے اور آپ کو اس پر بحث کروانی پڑے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں submit کر دیں اور وہ رپورٹ یہاں دے دے تو پھر اس پر بحث ہو گی۔

**RANA AFTAB AHMAD KHAN:** Sir, what has the Public Accounts Committee to do with it. What has the financial matters got to do with the administrative matters?

**MR DEPUTY SPEAKER:** There must be some financial matter behind that. I think to let it go to the Public Accounts Committee.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ ابھی اس سوال کو pending فرمالیں منسٹر صاحب سمیع اللہ خان اور بگو صاحب کے ساتھ visit کر لیں اور اپنی رپورٹ ہاؤس میں submit کریں۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ جواب غلط دیا گیا ہے تو پھر یہ پورے ہاؤس کا breach of privilege ہے اس کے متعلق بھی کارروائی کی جائے۔ دوسری بات یہ کہ T.E.V.T.A کے جو متعلقہ حکام ہیں جنھوں نے انسٹیٹیوشنز کی غلط منظوری دی ہے اور غلط جواب دیا ہے۔ ڈیپارٹمنٹ ان کے خلاف action لے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! جب یہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے پاس جائے گی تو ان کے پاس یہ powers ہیں اور وہ ان کے خلاف action لے گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کے پاس ایسی کوئی power نہیں ہے۔ یہ power ہاؤس کے پاس ہے، ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہے۔ in case of breach of privilege بھی پھر ہاؤس کے پاس ہی آئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! کمیٹی بھی تو ہاؤس کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جی، درست ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو وہ بھی ہاؤس کی طرف سے ہے۔ میں تو یہی سمجھوں گا کہ

Let the Public Accounts Commitee take up it.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس کی رپورٹ ہاؤس میں آنے دیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اصل مسئلہ یہ ہے کہ محکمے نے اس کا غلط جواب دیا ہے۔ اس لئے یہ privilege breach ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب یہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کو refer ہوگا۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جب آپ نے کمیٹی form کر دی ہے۔ کمیٹی جائے گی and under the rules جو اور they will submit a report to the House. رپورٹ ہاؤس میں آئے گی that can be put for discussion اس پر بحث کے بعد آپ نے جہاں بھیجنا ہے بھیج دیں۔

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس کا بہتر حل یہ ہو گا کہ جب ہمارے فاضل ممبران اپوزیشن اور منسٹر صاحب جائیں گے اور joint visit ہو جائے تو پھر پتا چل جائے گا کہ اصل صورتحال کیا ہے۔ اس ساری صورتحال سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے Then you are the best judge آپ جو بھی فیصلہ فرمائیں چاہے وہ تحریک استحقاق بنتی ہو یا جو بھی فیصلہ فرمائیں گے وہ ٹھیک ہو گا لیکن اس سے پہلے فیصلہ کرنا مناسب نہیں ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ درست بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، جیسے آپ سب کی رائے ہے، ٹھیک ہے۔

Let it come to the House and then it will be decided at that time. In the meantime this question is kept pending.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تو یہ سوال pending ہو گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آپ نے ابھی یہ سوال pending فرما دیا ہے۔ آپ بے شک سوال کو dispose of کر دیں لیکن کمیٹی کی جو رپورٹ ہو گی آپ اس پر جو بھی فیصلہ صادر فرمائیں گے اس پر عملدرآمد ہو جائے گا لیکن اگر آپ اسے pending فرمائیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ معزز رکن کا جو موقف ہے وہ اپنی جگہ پر قائم ہے اور جو محکمے کا موقف ہے وہ اپنی جگہ پر قائم ہے اور آپ کسی بھی نتیجے پر نہیں پہنچ سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سوال زیر بحث ہے اور ابھی اس پر فیصلہ نہیں ہوا اگر میں یہ سوال dispose of کرتا ہوں تو پھر اس پر کیا فیصلہ کروں گا؟

وزیر قانون پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایک سوال ہاؤس میں آیا۔ اس میں معزز رکن نے ایک سوال کیا محکمے نے اس کا جواب دیا۔ ڈیپارٹمنٹ کبھی بھی اور کسی بھی وقت اس بات کے لئے تیار ہوگا اور نہ ہی متعلقہ منسٹر اس بات کے لئے تیار ہوں گے کہ انہوں نے غلط جواب دیا ہے۔۔۔ He insisted. کہ۔۔(قطع کلامیاں)

میری بات سن لیں، میں پہلے اپنی بات کرلوں۔ یہ insist کرتے ہیں کہ میں نے جواب صحیح دیا ہے۔ معزز رکن اس سے اتفاق نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ جواب حقائق کے منافی ہے۔ اس پر جناب نے یہ فیصلہ صادر فرمایا ہے کہ معزز وزیر متعلقہ کے ساتھ جا کر visit کرلیں اور جو بھی رپورٹ آئے وہ معزز ایوان میں پیش کر دیں اور اس پر جو آپ حکم صادر فرمائیں گے اس کی تعمیل ہوگی۔ اگر محکمے نے غلط جواب دیا ہوا ہوگا تو محکمے کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اگر معزز رکن کا استدلال غلط ثابت ہوا تو وہ ایک علیحدہ بات ہے لیکن میری گزارش صرف اتنی ہے کہ اگر آپ سوال کو pending رکھیں گے تو اس کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ سوال کو آپ dispose of کر دیں۔ چونکہ معزز رکن جو چاہتے ہیں وہ تو ہو چکا ہے۔ اس لئے سوال کو بے شک آپ dispose of کر دیں۔ کارروائی وہی ہوگی جو حالات کے مطابق اور موقع کے مطابق ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! جو محترم وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ question کو dispose of کر دیا جائے اور اس کمیٹی کی رپورٹ ہاؤس میں آجائے۔ اس رپورٹ کو دیکھتے ہوئے جو بھی ہاؤس کی sense ہو یا آپ جو حکم فرمائیں یہ بات ان کی درست ہے لیکن اس میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ ٹھیک ہے کہ آپ کمیٹی کی رپورٹ منگوا رہے ہیں اس کے لئے کوئی time limit کر دیں۔ question کو dispose of کر دیں لیکن اس کے لئے کوئی time limit کر دیں۔

معزز اراکین اسمبلی: اگلے اجلاس تک کے لئے کر دیں۔ (قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس پر آپ کوئی time limit فرما دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ question کو dispose of کیا جاتا ہے اور اس کو اگلے سیشن میں پھر put up کیا جائے اور with the report, put up کیا جائے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

## رپورٹ

(جو ایوان میں پیش ہوئی)

### سپیشل کمیٹی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

**جناب ڈپٹی سپیکر:** رائے رب نواز صاحب سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

**رائے رب نواز:** جناب والا! میں ایوان میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

**وزیر صنعت کان کنی و معدنی ترقی:** جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

**وزیر زکوٰۃ و عشر:** جناب والا! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

### نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

### سمال انڈسٹریل اسٹیٹ ساہیوال سے متعلقہ معلومات

***5235 ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ ساہیوال کب کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا تھا؟

(ب) اس میں کس کس سائز کے کتنے پلاٹ بنائے گئے تھے؟

(ج) کتنے پلاٹ الاٹ ہوئے اور کتنے خالی پڑے ہیں؟

(د) فی مرلہ پلاٹ کی قیمت کیا وصول کی گئی تھی؟

(ہ) کل کتنی رقم ان پلاٹوں کی نیلامی سے حاصل ہوئی؟

(و) اب یہ انڈسٹریل اسٹیٹ محکمہ کے زیر انتظام ہے یا پھر اس کو متعلقہ انڈسٹریل اسٹیٹ کی یونین کے حوالے کر دیا گیا ہے؟

وزیر صنعت:

(الف) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ، ساہیوال 76-1975 میں قائم کی گئی اور اس کا رقبہ 416 کنال ہے۔

(ب) چار کنال کے 2، 27 کنال کے 58، ایک کنال کے 70 اور پانچ مرلہ کے 32 پلاٹ بنائے گئے تھے جو الاٹ ہو چکے ہیں۔ 17 پلاٹ خالی ہونے کی وجہ سے کینسل ہو چکے ہیں۔

(ج) کل پلاٹ 187 تھے اور کوئی پلاٹ خالی نہیں ہے۔

(د) ابتدائی قیمت فی مرلہ 7250 روپے اور تجدید شدہ قیمت 12500 روپے رکھی گئی ہے۔

(ہ) کوئی پلاٹ نیلام نہیں کیا گیا۔ بلکہ الاٹمنٹ سے کل 2,15,75,405 روپے وصول ہوئے۔

(و) یہ اسٹیٹ محکمہ کے پاس ہے اور صنعتکاروں کی رجسٹرڈ ایسوسی ایشن و محکمہ اس کی دیکھ بھال مشترکہ اکاؤنٹس کے تحت کر رہے ہیں۔

## ضلع رحیم یار خان، 2002 تا 2004، دینی مدارس کو دی گئی امداد سے متعلقہ تفصیل

*5625 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال 03-2002 اور 04-2003 میں دینی مدارس کی امداد کے لئے ضلع رحیم یار خان کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) اس کے لئے کتنی درخواستیں موصول ہوئیں؟

(ج) کتنے افراد کی اس مد میں امداد کی گئی؟

(د) کتنے افراد کی درخواستیں مسترد ہوئیں؟

(ہ) ان کی منظوری دینے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) اس مد سے مالی امداد کے لئے کن کن documents اور ان کی تصدیق درخواست دہندہ کو کروانا ضروری ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر:

(الف) ضلع رحیم یار خان کو مذکورہ مدت میں دینی مدارس کی مد میں فراہم کی جانے والی رقم کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

| سال | رقم |
|---|---|
| 2002-03 | 68,82,000 |
| 2003-04 | 70,11,000 |

(ب) دینی مدارس کی مد سے امداد کے لئے 5288 طلباء کی درخواستیں موصول ہوئیں۔

(ج) 5288 طلباء کی اس مد میں مدد کی گئی۔

(د) کوئی درخواست مسترد نہ کی گئی ہے۔

(ہ) دینی مدارس کے طلباء کے وظائف کی منظوری ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کی سفارش پر صوبائی زکوۃ کونسل دیتی ہے۔ مذکورہ بالا مدت میں ان وظائف کی منظوری دینے والی ضلعی زکوٰۃ کمیٹی اور صوبائی زکوٰۃ کونسل کے ارکان کی مطلوبہ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) دینی مدارس کے طلباء کو مالی امداد کے لئے مرکزی زکوٰۃ کونسل کے وضع کردہ فارم پر درخواست دینا ہوتی ہے۔ یہ فارم طالبعلم کے مستقل رہائشی علاقہ یا وہ علاقہ جہاں مدرسہ واقع ہو اس کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی سے تصدیق کروانا ضروری ہوتا ہے۔ مقامی زکوٰۃ کمیٹی مذکورہ فارم کے ساتھ اپنے اجلاس کی کارروائی کی کاپی بھی لف کرتی ہے۔ بعد ازاں درخواستوں کی بنیاد پر دینی مدرسہ مستحق طلباء کی درجہ بندی کے لحاظ سے فہرست تیار کر کے اپنی تصدیق کے بعد ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کو برائے مزید کارروائی ارسال کرتا ہے۔

دینی مدارس کے طلباء کے لئے مرکزی زکوٰۃ کونسل نے وظائف کی شرح مقرر کر رکھی ہے جس کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## ضلع لاہور میں بسکٹ تیار کرنے والی فیکٹریوں سے متعلقہ تفصیل

*6446 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں بسکٹ فیکٹریوں کی تعداد، محکمہ صنعت سے جن بسکٹ فیکٹریوں کو N.O.C جاری ہو چکے ہیں۔ جن کو N.O.C آج تک جاری نہیں ہوئے فیکٹریاں چلانے والے مالکان کے نام بیان فرمائیں؟

(ب) ہر بسکٹ فیکٹری کا نام، مالک کا نام بیان فرمائیں؟ یہ بھی بیان فرمائیں کہ فوڈ کی کس لیبارٹری سے سال 2003 تا 2004 کس کس بسکٹ فیکٹری کا لیبارٹری ٹیسٹ ہوا۔ اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر صنعت:

(الف) ریکارڈ کے مطابق لاہور میں بسکٹ بنانے والی فیکٹریوں کی تعداد (9) ہے۔ گورنمنٹ آف پنجاب انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی کے مطابق انڈسٹری قائم کرنے کے لئے N.O.C کی ضرورت نہ ہے۔

(ب) بسکٹ بنانے والی فیکٹریوں کی تفصیل درج ذیل ہے جب کہ لیبارٹری ٹیسٹ کی کارروائی محکمہ صنعت سے متعلقہ نہ ہے:۔

## لاہور میں بسکٹ بنانے والی فیکٹریوں کی تفصیل

| نمبر شمار | نام و پتا | مالک کا نام |
|---|---|---|
| 1۔ | سن شائن بسکٹ فیکٹری، جی ٹی روڈ داروغہ والا، لاہور | شیخ راحیل اصغر |
| 2۔ | اے جی این فوڈز، 13۔کے ایم ملتان روڈ لاہور | جناب اجمل سلیم |
| 3۔ | یونیک بسکٹ، ڈی۔2 گلشن راوی بند روڈ لاہور | جناب خالد |
| 4۔ | بگ (MAK) فوڈز لمیٹڈ، 137، انڈسٹریل ایریا کوٹ لکھپت لاہور | جناب جاوید حسین |
| 5۔ | ڈان بریڈ، 39 انڈسٹریل اسٹیٹ کوٹ لکھپت لاہور | جناب فدا حسین |
| 6۔ | میری گولڈ پرائیویٹ لمیٹڈ، 334 انڈسٹریل اسٹیٹ کوٹ لکھپت لاہور | جناب سلمان سید |
| 7۔ | بنی پرائیویٹ لمیٹڈ، پلاٹ نمبر 86، انڈسٹریل اسٹیٹ کوٹ لکھپت لاہور | جناب ہارون |
| 8۔ | ویٹا فوڈ انڈسٹریز، 12 کے ایم ملتان روڈ آف کٹار بند روڈ لاہور | جناب نوشاد علی حاجی |
| 9۔ | دربار والا انڈسٹریز 153، ایم قائداعظم ٹاؤن، ٹاؤن شپ لاہور | شیخ منیر حسین |

## 2004تاحال، دفتر مائنز ویلفیئر کمشنر میں بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*6668 **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیاوزیر کان کنی و معدنی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری2004 سے آج تک مائنز لیبر ویلفیئر کمشنر کے ماتحت جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو rules میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز rules میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) اگر مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں تشہیر ہوئی، تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

**وزیر کان کنی و معدنی ترقی:**

(الف) 12۔افراد بھرتی کئے گئے جن کی لسٹ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) میرٹ بنانے کا طریق کار حکومت پنجاب کی ہدایت کے مطابق تیار کیا گیا۔ طریق کار معہ میرٹ لسٹ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) نوٹیفکیشن برائے ممبران ریکروٹمنٹ کمیٹی اور موجودہ تعیناتی ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) rules میں نرمی کر کے کسی اہلکار کو بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(ہ) کسی بھی اہلکار کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کے تحت بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(و) روزنامہ "خبریں" اور "ایکسپریس" مورخہ 03-05-30 اور 03-06-05 نقول ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

## بہاولپور، چار کنال کے پلاٹس، ان کی موجودہ صورتحال اور انڈسٹری سے متعلقہ تفصیل

*6688 ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سمال انڈسٹری اسٹیٹ بہاول پور میں چار کنال کے کتنے پلاٹ تھے؟

(ب) یہ پلاٹ کن افراد کو کتنی مالیت میں اور کون کون سی انڈسٹری لگانے کے لئے الاٹ کئے گئے تھے؟

(ج) ان میں سے کتنے پلاٹ الاٹ ہوئے اور کتنے اور کون کون سے ابھی تک الاٹ نہ ہوئے ہیں؟

(د) ان میں سے کتنے پلاٹوں پر الاٹیوں نے انڈسٹری قائم کی ہے اور کن کن الاٹیوں نے ابھی تک انڈسٹری نہیں لگائی؟

(ہ) جن الاٹیوں نے ابھی تک انڈسٹری قائم نہ کی ہے کیا حکومت ان کی الاٹمنٹ منسوخ کر کے دیگر پارٹیوں کو یہ پلاٹ انہی مقاصد کے لئے الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت:

(الف) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ بہاولپور میں چار کنال کا کوئی پلاٹ نہیں بنایا گیا۔ چار کنال کا کوئی پلاٹ ہی نہیں ہے۔

(ب) جواب لاگو نہ ہے۔

(ج) جواب لاگو نہ ہے۔

(د) جواب لاگو نہ ہے۔

## بہاول پور، سمال انڈسٹریل اسٹیٹ میں چالو اور بند یونٹوں سے متعلقہ تفصیل

*6732 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بہاولپور میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے یونٹ چل رہے ہیں اور کون کون سے یونٹ کب سے بند پڑے ہیں اور کیوں بند پڑے ہیں؟

(ب) حکومت پنجاب کب تک ان یونٹس کو چلانے کا بندوبست کرے گی تاکہ علاقہ میں بیروزگاری کے خاتمہ میں مدد مل سکے؟

وزیر صنعت:

(الف) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ، بہاولپور میں 49 مختلف صنعتی منصوبے مکمل شدہ ہیں جبکہ 15 صنعتی منصوبے چالو ہیں۔ کل 27 یونٹس بند پڑے ہیں جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کچھ یونٹس تو بوجہ سیزنل بند ہیں یعنی آئل ملز جو ماہ ستمبر و اکتوبر میں اپنا کام شروع کریں گے۔ کچھ یونٹس مالکان و حصہ داران خانہ جات کی ذاتی (قانونی) وجوہات کی وجہ سے بند ہیں اور کچھ یونٹس بنکوں سے حاصل کردہ قرضوں کی نادہندگی اور بین الاقوامی مارکیٹ کی مشکلات کی بدولت بند ہیں۔ حکومت پاکستان / پنجاب کی طرف سے کوئی رکاوٹ یا بندش نہیں ہے بلکہ ہر طرح سے بند یونٹس کی تعمیر نو و چلانے کے لئے امداد کر رہی ہے، کارپوریشن کی جانب سے قرضہ کی سہولیات مبلغ 30 لاکھ روپے تک نیز BMR/Advisory Services موجود ہیں جس سے تمام متاثرین کارخانہ دار قانونی ضروریات کی تکمیل کے بعد استفادہ کر سکتے ہیں۔ دو کارخانوں نے یہ سہولت استعمال کرتے ہوئے مبلغ 32 لاکھ روپے قرضہ منظور کروایا جس میں سے 25 لاکھ روپے کارخانہ دار وصول کر چکے ہیں۔ کارپوریشن ہذا اپنے وسائل اور اختیارات کے مطابق عملدرآمد کر رہی ہے اور صنعتی میدان میں نئے سرمایہ کاروں کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔

## ضلع پاکپتن، چیئرمینز زکوٰۃ کمیٹی کے یونین کونسل وار نام اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل

*6918 سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع پاکپتن شریف میں جو چیئرمین زکوٰۃ وعشر منتخب کئے گئے ہیں، ان کا تعلیمی معیار کیا تھا، ان تمام چیئرمینوں کے نام و یونین کونسل کے نام اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل سے ایوان کو

آگاہ فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

ضلع پاکپتن شریف میں منتخب کئے گئے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمین حضرات کا تعلیمی معیار میٹرک ہے۔ یونین کونسل وار مقامی زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین صاحبان کے نام اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## ضلع پاکپتن، سال 05-2004، زکوٰۃ فنڈز کی رقم اور یونین کونسلز کو جاری فنڈز کی تفصیل

*6919 سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع پاکپتن میں سال 05-2004 میں زکوٰۃ و عشر کی مد میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ب) مذکورہ ضلع کی کتنی یونین کونسلز کو کتنی کتنی رقم فراہم کر دی گئی ہے اور کتنی ایسی یونین کونسلز ہیں، جن کو ابھی تک زکوٰۃ کی مد میں رقم فراہم نہیں کی گئی، ان کے نام سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

(الف) ضلع پاکپتن میں سال 05-2004 کے دوران 661,62,768 روپے کی رقم مختص کی گئی۔

(ب) ضلع زکوٰۃ کمیٹی یونین کونسلز کی بجائے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو زکوٰۃ فنڈز کا اجراء کرتی ہے، ضلع پاکپتن کی تمام مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو قواعد و ضوابط کے مطابق رقوم کا اجراء کر دیا گیا ہے۔ یونین کونسل وار مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو فراہم کردہ رقم کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## صوبہ میں کوئلہ کی نکاسی، پٹہ جات اور آمدن سے متعلقہ تفصیلات

*6930 چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر کان کنی و معدنی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں کوئلہ کن کن مقامات سے نکالا جا رہا ہے؟

(ب) اس وقت صوبہ میں کوئلہ کی نکاسی کے پٹہ داروں کی تعداد کیا ہے ان پٹہ داروں کو کن شرائط پر پٹہ دیا گیا ہے۔ کتنے پٹہ دار ایسے ہیں جو پانچ سال سے زائد عرصہ سے مسلسل پٹہ

حاصل کئے ہوئے ہیں؟

(ج) سال2004 سے آج تک کوئلہ کی نکاسی کو پٹہ پر دینے سے حکومت پنجاب کو کیا آمدنی ہوئی اور آمدنی کو بڑھانے کے لئے کیا اقدامات زیر غور ہیں؟

وزیر کان کنی و معدنی ترقی:

(الف) صوبہ پنجاب میں سالٹ رینج میں واقع کئی مقامات سے کوئلہ نکالا جا رہا ہے، جن میں ڈنڈوت، چواء سیدن شاہ، آڑا، بشارت، ڈھلوال، ضلع چکوال، جوگی ٹلہ، غریب وال، ضلع جہلم، کٹھہ، دہی وال، نلی، پڈھرار، ضلع خوشاب، گلہ خیل اور مکڑوال ضلع میانوالی قابل ذکر ہیں۔

(ب) صوبہ پنجاب میں کوئلہ کے پٹہ جات پنجاب معدنی مراعاتی قوانین مجریہ2002 کے تحت عطا کئے جاتے ہیں، جو کہ دو مراحل پر مشتمل ہوتے ہیں:۔

I) پراسپیکٹنگ لائسنس:

یہ لائسنس معدن کی تلاش کے لئے دیئے جاتے ہیں۔اولاً یہ تین سال کے لئے عطا جاری کئے جاتے ہیں، تین سال کے بعد یہ لائسنس کارکردگی کی بنیاد پر ہر سال تجدید کیا جاتا ہے۔ پراسپیکٹنگ لائسنس کی کل میعاد پانچ سال ہوتی ہے، اس تمام عرصہ میں لائسنس ہولڈر اپنے سرمائے اور محنت سے کوئلہ تلاش کرتا ہے اور کامیابی کی صورت میں مائنز لگاتا ہے۔

ii) مائننگ لیز:

پراسپیکٹنگ لائسنس پانچ سال کی مدت پوری کرنے کے بعد کارکردگی کی بنیاد اور مائنز کمیٹی کی سفارشات پر مائننگ لیز میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ لیز کی میعاد تیس سال تک ہو سکتی ہے اور پھر کارکردگی کی بنیاد پر قابل تجدید ہے۔

قانون کے تحت لیزوں کی عمومی شرائط ضمیمہ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ صوبہ بھر میں اس وقت کوئلہ کے پراسپیکٹنگ لائسنسوں کی تعداد106 ہے، جب کہ کوئلہ کی مائننگ لیزیں جن میں لیز ہولڈر پانچ سال سے زائد عرصہ سے مائننگ کر رہے ہیں، ان کی کل تعداد397 ہے۔

(ج) پنجاب حکومت کی جانب سے کوئلہ پر35 روپے فی ٹن رائلٹی مقرر ہے، گزشتہ سال 2004 (جنوری تا۔7 دسمبر) میں محکمہ کو کوئلہ کی نکاسی سے مبلغ 1,88,90,550 روپے آمدنی ہوئی، مزید یکم جنوری2005 تا30۔جون2005 مبلغ 1,01,84,895 روپے آمدن ہوئی۔ کوئلہ کی پیداوار اور آمدنی بڑھانے کے لئے ایک طرف پرائیویٹ سیکٹر

کو موجودہ کانوں سے پیداوار کے لئے اور مزید نئے علاقوں میں کوئلہ کی تلاش کے لئے راغب کیا گیا ہے جب کہ دوسری طرف حکومت اپنے ذرائع سے ایسی کانیں جو عرصہ دراز سے اضافی پانی یا دیگر تکنیکی مسائل کی وجہ سے بند ہیں ان کو دوبارہ پیداوار کے لئے کارآمد بنانے کی سکیم پر سالانہ ترقیاتی پروگرام(ADP) کے تحت عمل کیا جا رہا ہے، مزید سنٹرل سالٹ رینج میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت کوئلہ کے نئے ذخائر بھی تلاش کئے جا رہے ہیں۔

## صوبہ میں نمک کی نکاسی، پٹہ جات اور آمدن سے متعلقہ تفصیلات

*6931 چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر کان کنی و معدنی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں نمک کن کن مقامات سے نکالا جا رہا ہے؟

(ب) اس وقت صوبہ میں نمک کی نکاسی کے پٹہ داروں کی تعداد کیا ہے، ان پٹہ داروں کو کن شرائط پر پٹہ دیا گیا ہے، کتنے پٹہ دار ایسے ہیں جو پانچ سال سے زائد عرصہ سے مسلسل پٹہ حاصل کئے ہوئے ہیں؟

(ج) سال 2004 سے آج تک نمک کی نکاسی کو پٹہ پر دینے سے حکومت پنجاب کو کیا آمدنی ہوئی اور آمدنی کو بڑھانے کے لئے کیا اقدامات زیر غور ہیں؟

وزیر کان کنی و معدنی ترقی:

(الف) صوبہ پنجاب میں نمک سالٹ رینج میں واقع کئی مقامات سے نکالا جا رہا ہے جن میں جوتانہ، وڑھالہ، کھیوڑہ، للہ ضلع جہلم، پیر کھارا، نیلاواں، ضلع چکوال، دہی وال، بل مچھ، کوڑیاں، واڑچھا، گولے والی ضلع خوشاب، کالاباغ ضلع میانوالی قابل ذکر ہیں۔

(ب) سب سے پہلے محکمہ نے پبلک سیکٹر میں پاکستان منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن اور پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن کو نمک کے پٹہ جات عطا کئے تھے۔ اس کے بعد محکمہ نے پرائیویٹ سیکٹر میں بھی نمک کے پٹہ جات عطا کئے۔ بعد ازاں حکومت پنجاب کی سالٹ پالیسی 1991 کے تحت محکمہ نے پرائیویٹ سیکٹر میں نمک کے مزید پٹہ جات عطا کرنے بند کر دیئے۔ اب صرف صنعتی بنیاد پر نمک کے پٹہ جات عطا کئے جا سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں حال ہی میں خالصتاً برآمدی مقصد کے لئے سالٹ کے 5 پٹہ جات بذریعہ نیلام عام عطا کئے گئے ہیں۔ صوبہ بھر میں اس وقت نمک کے پراسپیکٹنگ لائسنسوں کی

تعداد 12 ہے اور مائننگ لیزوں کی تعداد 18 ہے جو پانچ سال سے زائد عرصہ کے لئے ہیں۔ پٹہ داروں کو نمک کے پٹہ جات پنجاب معدنی مراعاتی قوانین 2002 کے تحت الاٹ کئے جاتے ہیں اور پراسپیکٹنگ اور مائننگ لیز کی عمومی شرائط ضمیمہ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب نے نمک پر 20 روپے فی ٹن رائلٹی مقرر کی ہوئی ہے۔ سال 2004 (جنوری تا دسمبر) میں محکمہ کو نمک کی نکاسی سے مبلغ 3,06,43,000 روپے آمدنی ہوئی۔ مزید یکم جنوری 2005 تا 30۔ جون 2005 مبلغ 1,65,65,220 روپے آمدن ہوئی۔ نمک کی پیداوار اور آمدنی بڑھانے کے لئے حال ہی میں برآمدی مقاصد کے لئے پانچ بلاک نیلام عام کے ذریعے عطا کئے گئے ہیں۔ مزید براں نمک پر پہلی دفعہ 5 روپے فی ٹن ایکسائز ڈیوٹی عائد کی گئی ہے جو مائنز لیبر کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کی جائے گی۔

## پی پی۔12، راولپنڈی، 04-2003، زکوٰۃ کمیٹیوں، فنڈز اور تقسیم سے متعلقہ تفصیل

*7221 محترمہ ثمینہ جدون: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت حلقہ پی۔پی 12 راولپنڈی میں کتنی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں؟

(ب) حلقہ پی پی۔12 میں 04-2003 میں زکوٰۃ کی مد میں کتنی رقم کمیٹی وائز فراہم کی گئی ہے؟

(ج) کمیٹی وائز زکوٰۃ حاصل کرنے والے افراد کے نام مع ولدیت بتائے جائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

(الف) اس وقت حلقہ پی پی۔12 میں 64 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں تاہم 04-2003 میں ان کی تعداد 47 تھی۔

(ب) حلقہ پی پی۔12 میں 04-2003 میں زکوٰۃ کی مد میں 62,71,000 روپے کی رقم فراہم کی گئی، تفصیل تتمہ ("الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کمیٹی وائز زکوٰۃ حاصل کرنے والے افراد کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## ضلع ساہیوال 2002 تا 2004 شادی گرانٹ سے متعلقہ تفصیل

*7224 محترمہ منور صغیر: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 03-2002 اور 04-2003 میں شادی گرانٹ کی مد میں ضلع ساہیوال کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) اس گرانٹ سے کتنے افراد کی مدد کی گئی؟

(ج) کتنے افراد کی درخواستیں مسترد ہوئیں؟

(د) ان کی منظوری دینے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

(الف) مالی سال 03-2002 میں 20,16,150 روپے اور 03-2002 میں 20,37,950 روپے شادی گرانٹ کی مد میں ضلع ساہیوال کو فراہم کئے گئے۔

(ب) مالی سال 03-2002 کے دوران 403 مستحقین جبکہ 04-2003 میں 405 مستحقین کی امداد کی گئی۔

(ج) مالی سال 03-2002 کے دوران 214 مستحقین جبکہ 04-2003 میں 85 مستحقین کی درخواستیں مسترد ہوئیں۔

(د) ان درخواستوں کی منظوری ضلع زکوٰۃ کمیٹی ساہیوال نے دی تھی، کمیٹی کے عہدیداران کی تفصیل درج ذیل ہے:-

| | | |
|---|---|---|
| 1۔ | پروفیسر نسیم احمد چیمہ | (چیئرمین) |
| 2۔ | شیخ محمد یونس | (ممبر) |
| 3۔ | وسیم اختر | ۔ایضاً۔ |
| 4۔ | پروفیسر (ر) محمد اکرم خورشید | ۔ایضاً۔ |
| 5۔ | حاجی فیاض علی خان | ۔ایضاً۔ |
| 6۔ | چودھری عبدالحق | ۔ایضاً۔ |
| 7۔ | مسز خورشید فقیر محمد | (خاتون ممبر) |
| 8۔ | مسز طاہرہ طاہر | ۔ایضاً۔ |
| 9۔ | ڈی او (آر) ساہیوال | (سرکاری ممبر) |

10۔ ضلع زکوٰۃ آفیسر ساہیوال ۔ایضاً۔

## توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: ابCall Attention Notices کوtake up کرتے ہیں۔توجہ دلاؤ نوٹس نمبر478 چودھری اصغر علی گجر، جناب ارشد محمود بگواور محترمہ طاہرہ منیر کا ہے۔

## فیصل آباد میں شہری کے بہیمانہ قتل پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

478 چودھری اصغر علی گجر، جناب ارشد محمود بگو اور محترمہ طاہرہ منیر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ایک موقر روزنامہ مورخہ 7-11-05 کی خبر کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ نوجوان مزمل ولد قاری محمد اکرم نعیمی سکنہ نشاط آباد فیصل آباد کی نعش یکم نومبر صبح 6 بجے مسلم بازار حاجی مقبول ٹینٹ والے کی دکان کے سامنے ایک بوسیدہ قالین میں لپٹی ہوئی ملی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صرافہ ایسوسی ایشن نے مطالبہ کیا ہے کہ اس بہیمانہ قتل کے ملزمان کو جلد گرفتار کرکے کیفر کردار تک پہنچایا جائے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا ہے،اگر ہاں تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) یہ درست ہے کہ وقوعہ ہذا کے بارے میں مقدمہ نمبر 454 زیر دفعہ 302/201/404 ت۔پ تھانہ سٹی چنیوٹ ضلع جھنگ مورخہ 2005-11-01 درج ہوا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) گو یہ ایک اندھا قتل تھا اس میں مدعی اور نہ ہی ملزمان کا پتا تھا۔پولیس کے سامنے یہ ایک دوہرا ٹاسک تھا اس نے مدعی بھی تلاش کرنا تھا اور ملزمان کا پتا بھی لگانا تھا۔مدعی کو تلاش کر کے مقتول کی شناخت کروائی گئی۔ملزمان جو پہلے نامعلوم تھے ان کو تلاش کیا گیا۔مقتول مزمل کی جیب سے 93 گرام سونا ملا۔ملزمان خرم شہزاد ولد شکیل۔عمران ولد محمد بخش اور ساجد ولد گلزار احمد کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔آلہ قتل بھی برآمد ہو چکا ہے۔ملزمان خرم شہزاد عمران اور ملزم ساجد جو ہیں وہ اس قتل میں ملوث پائے گئے ہیں اور ان کا چالان کیا جا رہا

ہے۔

مزید برآں میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آلہ قتل کے ساتھ ساتھ ملزمان، خرم شہزاد سے 710 گرام اور عمران سے 117 گرام اور سونا بھی برآمد ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں مقامی پولیس نے اس سلسلے میں انتہائی تندہی کے ساتھ کام کیا ہے کیونکہ یہ ایک blind murder تھا اور انہیں ملزمان کا پتا تھا اور نہ ہی اس بات کا پتا تھا کہ جو مقتول ہلاک ہوا ہے وہ کون ہے لیکن پولیس نے دن رات محنت کرکے مدعی بھی trace کئے پھر ملزمان کو بھی trace کیا اور برآمدگی بھی کرلی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ملزمان کے خلاف چالان جلد مکمل کرکے عدالت میں پیش کردیا جائے گا۔

چودھری اصغر علی گجر: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں صرف وزیر قانون سے on the floor of the House یہ یقین دہانی چاہتا ہوں کہ کب تک اس کا چالان عدالت میں پیش کردیا جائے گا۔ اس وقت جو جرائم کی صورتحال ہے وہ آپ کے سامنے ہے اور روزانہ اس پر بحث ہوتی ہے۔ میں ایک بڑے اہم پوائنٹ کی طرف بھی جناب کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اسی اسمبلی کے باہر ہمارے نیشنل بنک کے ایک قاصد ہیں ان کی موٹر سائیکل 22 تاریخ کو چوری کرلی گئی۔ وہ موٹر سائیکل بھی نہ ملی اور بڑی مشکل سے پولیس نے پرچہ درج کیا ہے اور بعد میں کیمروں سے یہ detect ہوا کہ نیشنل بنک کے غریب ملازم کی جو نئی موٹر سائیکل چوری ہوئی ہے وہ پولیس ملازمین نے اٹھائی ہے اور ابھی تک اس پر کارروائی نہیں ہوئی۔ میں وزیر قانون سے یہ درخواست کروں گا کہ اس مسئلے پر بھی غور کریں کیونکہ وہ اس اسمبلی کا نیشنل بنک میں غریب قاصد ہے اس کے ساتھ اس کا بھی خیال کریں۔ میں آپ کی وساطت سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ گزارش بھی کروں گا کہ اس کا چالان جلد از جلد عدالت میں پیش کردیا جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! وزیر قانون اس کا جواب دے دیں، میں بعد میں گزارش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہفتے کے اندر اندر اس مقدمے کا چالان عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ فرمائیں۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں اسی پرانی بات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا۔ آپ دیکھ لیں کہ جیسے ہی اسمبلی سیکرٹریٹ نے وزیر قانون صاحب کا سپیکر اونچا کیا ہے تو ہم ان کی بات کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اس لئے اگر باقی بھی یہاں پر جتنے سپیکر لگے ہوئے ہیں ان کو بھی ٹھیک کر دیا جائے۔ اس پر کوئی زیادہ خرچہ نہیں آتا یعنی یہاں پر یہ کہا گیا تھا کہ اس پر دو کروڑ روپے خرچہ آتا ہے تو میرے خیال میں اس پر زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس روپے خرچہ آیا ہو گا۔ اس کا صرف پائپ ہی بڑا کیا گیا ہے تو اس کا پندرہ بیس روپے خرچہ آیا ہو گا۔ اگر تمام ممبران کے سپیکر اس طرح سے ٹھیک ہو جائیں تو میرے خیال میں یہ problem solve ہو جائے گی۔ This is my point of order and I just want to draw your attention.

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! شاہ صاحب میرے انتہائی قابل احترام اور محسن ہیں۔ میں ان سے تھوڑی سی استدعا کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ بار بار ارشاد فرماتے ہیں کہ سپیکر خراب ہے۔ یہ اگر کہہ دیا کریں کہ مائیک خراب ہے یا ساؤنڈ سسٹم خراب ہے۔ جب یہ کہتے ہیں کہ سپیکر خراب ہے تو اس سے ابہام سا ہو جاتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ "سپیکر" خراب نہ کہا کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں ان کا مشکور ہوں اور Thanks for the correction.

جناب ڈپٹی سپیکر: سپیکر بھی آپ کا ہے، اگر سپیکر خراب ہوا تو آپ خراب ہوئے۔

سید ناظم حسین شاہ: ٹھیک ہے۔ اس لئے میری یہی گزارش ہے کہ اس پر اگر یہ توجہ دے دیں تو میرے خیال میں within a day or two this problem will be solved.

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اپنا ارشاد فرمانے کے بعد ان کا زور ہوتا ہے کہ سپیکر کو درست کیا جانا ضروری ہے۔ یہ بڑا عجیب سا لگتا ہے سپیکر کا درست کیا جانا۔

سید ناظم حسین شاہ: میں آئندہ یہ کہوں گا کہ چودھری صاحب کو درست کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب کی بات بالکل صحیح ہے۔ میں بھی ابھی اس سلسلے میں سوچ رہا تھا کہ

سیکرٹری صاحب سے کہوں گا کہ مائیک کا جو دوسرا سسٹم ہے، جو قمیض کے ساتھ attach کیا جاتا ہے۔اگر وہ یہاں پر لگا دیا جائے تو اس سے آواز بہتر آئے گی۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! جس طرح انہوں نے وزیر قانون صاحب کا مائیک اونچا کیا ہے حالانکہ یہ ماشاءاللہ tall and handsome ہیں اور اگر یہ اور اونچا ہو جاتا تو کارکردگی اور زیادہ بہتر ہو جاتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! سب کے اسی طریقے سے اسی سائز میں مائیک اونچے کر دیں۔آپ دیکھیں ان کے مائیک کو اونچا کرنے کے لئے انہوں نے پائپ کا joint لگایا ہے۔یہی joint اگر ادھر بھی لگا دیں تو میرے خیال میں یہ problem solve ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں جناب کی توجہ چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ویسے تو سارے ملک میں ہی ہے لیکن پنجاب میں آئے دن روز بروز نت نئے انداز سے چوری کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کی جانب میں جناب کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا۔ہم نے ایک حلقے کے چوری کے اعداد و شمار نکالے ہیں۔اعجاز احمد سماں صاحب کے حلقے کے اعداد و شمار نکالے ہیں تو ایک سال میں 10 کروڑ روپے کے مویشی چوری ہوئے ہیں۔کل کے "جنگ" اخبار میں جناب سپیکر صاحب کے حلقے چک جھمرہ کی ایک تصویر شائع ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی Call Attention Notices کا ٹائم ہے۔

This will be no point of order at this stage.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! عرض سن لیں۔انہوں نے ہنڈا سوک میں دو بھینسیں ڈالی ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے Call Attention Notices لے لیں اس کے بعد اس اخباری خبر کو

take up کرلیں گے۔479۔ڈاکٹر سید وسیم اختر!

**ڈاکٹر سید وسیم اختر:** جناب سپیکر! میں سوال put کرنے سے پہلے آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ وزیر اعلیٰ موصوف کو ہماری طرف سے اور اپنی طرف سے کہیں کہ وہ کم از کم سیشن میں کسی ایک دن آکر Call Attention Notices کا خود جواب دے دیا کریں اس سے ان کے اعتماد میں بھی اور ہمارے اعتماد میں بھی اضافہ ہوگا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

## مناواں لاہور، دیوار کی ناجائز تعمیر روکنے پر شہری کے قتل پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

**479: سید احسان اللہ وقاص اور ڈاکٹر سید وسیم اختر:** کیا وزیر اعلیٰ بیان فرمائیں گے:۔

(الف) ایک موقر روزنامہ مورخہ 2005-11-20 کی خبر کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ لاہور مناواں کے علاقے میں جی ٹی روڈ پر ناجائز دیوار بنانے سے منع کرنے پر اخلاق احمد گڈو کا قریبی عزیز اور سٹیل ملز کا مالک قتل ہو گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزمان بھولا، ملنگی اور مولا، مقتول علی تاج کی سٹیل ملز کے پیچھے مل کا راستہ روک کر ناجائز دیوار تعمیر کرا رہے تھے۔ جب علی تاج گیا تو ملزموں نے فائرنگ کر دی اور مقتول ہسپتال میں جانبر نہ ہو سکا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور اگر ہاں تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ نیز ایسے واقعات کے انسداد کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، لاء منسٹر صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 2005-11-20 مدعی مقدمہ صفی الدین تاج نے تحریر کروایا ہم نے ایک ملز نعیم سنز کے نام پر بنک سٹاپ جی ٹی روڈ مناواں بنائی ہوئی ہے۔ حسب معمول میں اور میرا چھوٹا بھائی علی تاج ملز کے اندر بیٹھے ہوئے تھے۔ تقریباً 9 بجے دن چوکیدار نے آکر بتایا کہ ملز کی پچھلی دیوار کے ساتھ مسمی بھولا بٹ اپنے آدمیوں کے ہمراہ راستہ کو

روک کر ملزم کی دیوار کے ساتھ ناجائز دیوار بنا رہا ہے۔ میرا بھائی علی تاج ہمراہ امجد شریف قاضی، سلمان بشیر، میاں محمد اسلم، مسمی بھولا بٹ سے بات کرنے کے لئے ملزم کے پیچھے جہاں وہ دیوار بنا رہے تھے اور میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ میں اپنے بھائی سے تھوڑے فاصلے پر تھا کہ میں نے دیکھا کہ مسمیان بھولا بٹ، ملنگی بٹ اور تین نامعلوم مسلح آتشیں اسلحہ کھڑے تھے۔ یکدم آتشیں اسلحہ سے میرے بھائی پر سیدھا فائر کیا جو فائر لگنے کی وجہ سے شدید مضروب ہو کر گر پڑا اور ملزمان فرار ہو گئے۔ میرا بھائی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گیا جس پر مقدمہ نمبر 2005/325 مورخہ 2005-11-19 بجرم 149/148/302 ت پ تھانہ مناواں درج رجسٹر ہوا۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) مقدمہ درج رجسٹر ہو کر تفتیش انوسٹی گیشن تھانہ مناواں سپرد ہوئی۔ تلاش ملزمان جاری ہے۔ ملزمان اپنے گھروں کو تالے لگا کر فرار ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ محمد اسحق انسپکٹر انوسٹی گیشن اس مقدمے کی تفتیش کر رہے ہیں اور اس وقت تک متعدد جگہوں پر جہاں کہیں سے بھی ہمیں معلومات ملی ہیں ہم ریڈز کر چکے ہیں لیکن ملزم تاحال گرفتار نہیں ہو سکے لیکن ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ کچھ لوگوں نے آکر بتایا ہے کہ ملزم پولیس کے پاس پیش ہونا چاہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جلد ملزم پیش ہو جائیں گے اور انہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔ بہر حال اس سلسلے میں پولیس کی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں کی جا رہی ہے اور جلد از جلد ملزموں کو گرفتار کرنے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ جہاں تک میرے بھائی نے یہ فرمایا کہ اس سلسلے میں آئندہ کے لئے اس قسم کے واقعات کو روکنے کے لئے پولیس کیا اقدامات کر رہی ہے تو میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ ذاتی مخالفت کا شاخسانہ ہے۔ خدانخواستہ اس میں کوئی ایسا element نہیں ہے کہ جو کسی مخصوص حالات کے تحت وقوع پذیر ہوا ہو۔ یہ واقعہ all of sudden ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا واحد حل یہی ہے کہ ان لوگوں کو جتنا جلد از جلد پراسیکیوٹ کیا جائے گا میں سمجھتا ہوں کہ اس کا اتنا جلد deterrence affect ہوگا اور ہم اس کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ کوشاں ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے وزیر موصوف سے ایک بات تو یہ پوچھنی ہے کہ بھولا،

ملنگ اور مولا،ان کے ناموں سے ہی ظاہر ہے کہ یہ پروفیشنل لوگ ہیں ورنہ عام شریف لوگ اس قسم کے ناموں سے مشہور نہیں ہوئے ہوتے۔میں وزیر موصوف سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیاان لوگوں کے خلاف پہلے بھی مختلف نوعیت کے مقدمات درج ہیں؟

جناب سپیکر!میں نے یہ پوچھنا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ پولیس تلاش کر رہی ہے یہ تو روایتی ساجواب ہے اور یقیناًپولیس تلاش کر رہی ہوگی۔گزارش یہ ہے کہ جب اس طرح کا کوئی سنگین معاملہ ہوتا ہے اور اگر پولیس کسی کام کو کرنے میں interested ہوتی ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کے سارے خاندان کو پکڑ کرلے آتی ہے اور ایسے حربے پولیس اختیار کرتی ہے جس کے نتیجے کے اندر ملزمان پیش ہوتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں پولیس کی طرف سے بالکل deliberate کوتاہی ہے اور پھر میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس طرح کا جب کوئی معاملہ کیا جاتا ہے تو اس میں اس طرح کے پروفیشنل لوگ متعلقہ تھانے سے بھی ملی بھگت کرتے ہیں اور اس کے بعد پھر اس طرح کے قبضے کے کام ہوتے ہیں۔ میں اس حوالے سے مطمئن نہیں ہوں کیونکہ اس میں delay ہو رہا ہے۔میں وزیر موصوف سے کہوں گا کہ اس حوالے سے پولیس کو کوئی time limit دیں کہ اتنی limit کے اندر ملزمان گرفتار ہونے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور:شکریہ۔جناب سپیکر!سب سے پہلے تو محترم رکن نے یہ پوچھا ہے کہ یہ ملزمان جو اس مقدمہ میں ملوث ہیں کیا سابقہ ریکارڈ یافتہ ہیں یا اس سے پہلے ان کے خلاف پولیس میں کوئی مقدمہ کسی بھی نوعیت کا درج ہے تو اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ سابقہ ریکارڈ یافتہ نہ ہیں۔میرے محترم بھائی نے دوسری بات یہ کی ہے کہ وہ اس مقدمے کی تفتیش سے مطمئن نہ ہیں۔یہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والا واقعہ ہے اور جیسے میں نے پہلے اپنے جواب میں گزارش کی ہے کہ اس مقدمہ میں مدعی موجود ہے اور وہ باقاعدہ مقدمے کی پیروی میں interest لے رہا ہے۔ہمارے ساتھ اس کا باقاعدہ رابطہ ہے اور ان کی تسلی کی مطابق ہم تفتیش کو آگے بڑھا رہے ہیں۔اس لئے میرے بھائی کا یہاں پر جو عدم اطمینان ہے وہ اپنی جگہ پر لیکن میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ پولیس کی طرف سے اس مقدمے میں کوئی کوتاہی نہیں ہوگی۔فی الحال ہمارے پاس کوئی ایسی شکایت نہیں ہے کہ مدعی پولیس کی کارروائی سے مطمئن نہ ہو۔بہر حال میں اس کے باوجود آپ کی تفتیش کے باعث متعلقہ انوسٹی گیٹنگ ایجنسی کے انچارج سے کہوں گا کہ ذاتی دلچسپی لے کر ملزموں کو جلد از جلد

گرفتار کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک استحقاق لی جاتی ہیں۔ محترمہ انجم سلطانہ۔۔۔ Not present, disposed of.

## پوائنٹ آف آرڈر

## کرسچئن کمیونٹی کی جانب سے کرسمس ڈے پر حکومت پنجاب سے سرکاری سطح پر تین یوم کی چھٹی کا نوٹیفکیشن جاری کرنے کا مطالبہ

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پرویز صاحب!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ، اس ایوان کی، راجہ بشارت صاحب کی اور مینارٹی منسٹر کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے یہ یقین دلایا تھا کہ یہاں پر تمام minorities کو equal rights دیئے جائیں گے۔ میں یہاں پر کرسمس کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ 25۔دسمبر کو قائداعظم ڈے اور کرسمس ڈے ہوتا ہے اور اس کی چھٹی ہوتی ہے۔ میری یہاں پر دو گزارشات ہیں۔ اگر حکومت اس پر تھوڑا سا عمل کرلے تو میں سمجھتا ہوں کہ minorities کے لئے اور خاص کر Christian Community کے لئے ان کا ایک بڑا معرکہ ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو آئے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں تو اس حکومت نے minorities کے لئے ابھی تک کچھ نہیں کیا تو میری درخواست یہ ہے کہ 24,25 اور 26۔دسمبر کو حکومت پنجاب نوٹیفکیشن جاری کرے کہ مسیحیوں کو چھٹی ہوگی اور دوسری گزارش یہ ہے کہ تمام مسیحی سرکاری اور نیم سرکاری ملازمین کو 15۔دسمبر تک ان کی تنخواہیں مل جائیں گی تو میں یہ چاہوں گا کہ راجہ صاحب on the floor of the House Christian Community کے لئے کرسمس کے حوالے سے جو International and religious festival ہے اور Christian Community کا سب سے بڑا تہوار ہے اس کے حوالے سے سرکاری سطح پر نوٹیفکیشن جاری کیا جائے کہ 24, 25 اور 26 دسمبر کو چھٹی ہوگی۔ بہت شکریہ

**MR DEPUTY SPEAKER:** Minister for Minorities.

وزیر اقلیتی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی اپنے فاضل رکن سے بہت دفعہ کہا ہے اور

پنجاب میں سب جانتے ہیں کہ انہوں نے Minority Ministery بنائی۔اس کے علاوہ چودھری پرویزالہیٰ نے اقلیتوں کے لئے دس سے تیس کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ جس سے ہم ڈویلپمنٹ کا کام کرواتے ہیں اور مسیحی کمیونٹی کے لئے انہوں نے یہاں پر نشستیں مقرر کی ہیں۔ جہاں تک کرسمس کا تعلق ہے چودھری پرویزالہیٰ نے پہلی دفعہ سی ایم ہاؤس کے اندر کرسمس ملن پارٹی کارواج شروع کیا ہے اور پچیس لاکھ روپے کرسچئن کمیونٹی کو ہر کرسمس پر دیئے جاتے ہیں۔ غرباء میں ان کو بانٹا جاتا ہے اور یہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ جہاں تک چھٹی کا تعلق ہے تو ہم یہ تجویز وزیراعلیٰ صاحب کے سامنے ضرور رکھیں گے۔ شکریہ

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں نے راجہ بشارت صاحب سے کہا تھا۔ It is not a matter of minority یہ پالیسی گورنمنٹ نے declare کرنی ہے، گورنمنٹ نے نوٹیفکیشن جاری کرنا ہے۔ یہ Minority Minister نے جاری نہیں کرنا ہے۔ میں نے آپ کے حوالے سے گورنمنٹ کو humble submission کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بھی گورنمنٹ کی وزیر ہیں۔

جناب پرویز رفیق: منسٹر صاحبہ تو وزیراعلیٰ نامہ لے کر بیٹھ گئی ہیں۔ انہوں نے ہمارے مطالبے پر توجہ نہیں دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ وزیراعلیٰ صاحب کو put up کریں گی۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ یہ جو سیٹیں ہیں، یہ وزیراعلیٰ صاحب نے announce کی ہیں۔ یہ آئین پاکستان 1973 اٹھا کر دیکھیں اور اب PCO کے تحت ترمیم ہوئی ہے اور ان کی byfircation ختم ہوئی ہے۔ اقلیتوں کی آٹھ سیٹیں پہلے بھی تھیں اور آٹھ اب بھی ہیں۔ یہ وزیراعلیٰ صاحب کا کوئی کارنامہ نہیں ہے۔

جناب والا! انہوں نے جو پچیس لاکھ دینے کا کہا ہے یہ انہوں نے بات کر کے میری توجہ اس طرف دلا دی ہے تو میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پچیس لاکھ روپے کی جس طرح سے بندر بانٹ پانچ حکومتی اراکین میں ہوئی ہے۔ وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ ہم نے پریس کانفرنس بھی کی تھی۔ ہم نے وزیراعلیٰ کو fax بھی کی کہ آپ تمام کرسچئن ممبرز میں اس کو یکساں تقسیم کریں تاکہ وہ اپنے لوگوں کو کرسمس گفٹ دے سکیں لیکن اقلیتی منسٹر نے اور جو حکومت کے اقلیتی اراکین ہیں

انہوں نے اس کو تقسیم کیا ہے۔ میں اس ایوان میں راجہ بشارت صاحب کی یقین دہانی چاہتا ہوں کہ وہ on the behalf of the Government کہ وہ Government کو reprsent کر رہے ہیں۔ وہ ہمیں announce کریں، ہمیں assure کریں کہ 25,24 اور 26 کو حکومت پنجاب مسیحیوں کے لئے سرکاری سطح پر چھٹی کا نوٹیفکیشن جاری کرے گی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جیسا کہ Minister Minorities نے فرمایا ہے کہ چھٹی سے متعلقہ معاملہ کی وزیر اعلیٰ صاحب کی منظوری کے بعد ہی اس کی announcement کی جا سکتی ہے۔ بہر حال معزز ممبر نے جو تجویز دی ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ وزیر اعلیٰ صاحب کے سامنے رکھی جائے گی۔ انہوں نے دوسری بات تنخواہوں کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ 15۔دسمبر سے پہلے جو minority کے ہمارے بھائی ہیں ان کو ادا کر دی جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں ہدایت متعلقہ محکمہ جات کو جاری کر دی جائے گی کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ 15۔دسمبر سے پہلے ان کو تنخواہیں مل جائیں۔ دوسرے معاملے پر انشاء اللہ تعالیٰ وزیر اعلیٰ صاحب کی منظوری کے بعد announce کیا جائے گا۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ حکومت صوبہ سرحد نے ایک قرارداد کے ذریعے سے مرکزی حکومت سے یہ گزارش کی ہے کہ ڈیزل کی قیمتوں میں کمی کی جائے۔ وہ قرارداد اتفاق رائے سے پاس ہوئی ہے۔ متحدہ مجلس عمل جن کی گورنمنٹ ہے انہوں نے قرارداد پیش کی اور اس پر (ق) لیگ، پیپلز پارٹی اور (ن) لیگ نے بھی تعاون کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ چونکہ ڈیزل کی قیمتوں کی وجہ سے پورے پاکستان کے اندر مہنگائی کا ایک بہت بڑا ہنگامہ برپا ہے اور خاص طور پر کسانوں کی حالت زار بہت بری ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم پورے پاکستان کے آدھے سے زیادہ حصے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اگر صوبہ سرحد نے یہ ineciative لیا ہے تو ہم ان سے بہت زیادہ لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ بڑے بھائی ہونے کی حیثیت سے ہم انھیں lead کریں، ان کو گائیڈ کریں۔ اس لحاظ سے میں آپ کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ

حکومت پنجاب کو بھی یہ قرارداد پیش کرنی چاہئے اور ہم سب لوگ اس کی حمایت کریں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے خیال میں معزز رکن نے جو بات کی ہے میں ذاتی حیثیت میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ایک مناسب تجویز ہے۔ چونکہ یہ معاملہ ہماری پوری جماعت کا ہے۔ اس لئے میں وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں مثبت پیشرفت ہماری طرف سے ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

My Privilege Motion No 8 was referred to Privilege committee on 28th March 2005. The Committee held its meeting regarding this Privilege Motion on 16th April and 11th July 2005 and the meeting of 11th July......

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آپ کیا پوائنٹ آف آرڈر کر رہی ہیں؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ میری بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟ You can't read it

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): میں آپ کو ویسے بتا دیتی ہوں۔ میری تحریک استحقاق نمبر 8 تھی۔ آپ نے مہربانی کی کہ وہ متعلقہ کمیٹی کے سپرد کر دی۔ اس کی ایک میٹنگ ہوئی، جس میں، میں نہیں آسکی۔ دوسری میٹنگ 11 جولائی کو ہوئی۔ اس میں، میں آئی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی میں نے کل فیصلہ کر دیا ہے۔ You can't take up that issue

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پلیز میری بات سن لیں۔ میں Rule 75 کے تحت بات کر رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔

Rule 75has been discussed every thing that has been decided yesterday.That is no point of order. I have already decided that.

بی بی! میں نے اس کو dispose of کر دیا ہے۔ You can't take up again

جناب افضل سلطان ڈوگر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈوگر صاحب!

جناب افضل سلطان ڈوگر: جناب سپیکر! اسی اجلاس کے دوران ارشد محمود بگو صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر "کہ ایجوکیشن کمیٹی کی جو میٹنگ ہوئی تھی وہ غیر قانونی تھی اور جو بل پاس ہوا تھا وہ غیر قانونی ہے۔ سپیکر صاحب نے ایک سکروٹنی کمیٹی بنائی تھی میں بھی اس کا ممبر تھا۔ آج اس کی رپورٹ آ گئی ہے۔ مجھے تو اس بات کی سمجھ نہیں لگی کہ پہلے ایک کمیٹی کی میٹنگ ہوئی اس پر ممبرز کہہ رہے ہیں کہ غیر قانونی ہے کہ ہمیں بلایا نہیں گیا۔ آج جو رپورٹ آئی ہے وہ اس سے بھی زیادہ غیر قانونی طریقے سے پیش کی گئی ہے۔ اس سکروٹنی کمیٹی میں یہ ثابت ہوا تھا کہ:

> That was not in continuation of the meeting of 14th November.

کیونکہ جوزف حاکم دین صاحب اور پروین سکندر گل صاحبہ نے یہ بتایا تھا کہ ایک ممبر کو corridor میں اطلاع دی گئی تھی کہ 15-نومبر کو میٹنگ ہے اور دوسرے ممبر کو فون پر اطلاع دی گئی تھی کہ آج میٹنگ ہے۔ اگر وہ 14-نومبر کی میٹنگ کی ہی continuity ہوتی تو ان کو اطلاع دینے کی ضرورت نہیں تھی اور وہ تین ممبر جو اپوزیشن کے تھے ان کو بھی اطلاع دی جانی تھی۔ دوسری illegality اس میں یہ ہوئی ہے کہ پرسوں چار بجے رائے رب نواز صاحب کے پاس میں گیا کہ آج آپ نے دوبارہ تین بجے میٹنگ call کی تھی، سیشن ہو رہا ہے اب کیا کریں تو انہوں نے کہا کہ جب میں میٹنگ کروں گا تو آپ کو بلالوں گا۔ کل مجھے ارشد صاحب نے کہا کہ آپ کے جانے کے بعد میٹنگ ہو چکی تھی اور اس کی یہ رپورٹ بھی ہاؤس میں آ گئی ہے۔ یہ تو ایک غلطی پر دوسری غلطی ہے۔ مجھے تو اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ یہ جو ممبرز اٹھ کر کہتے ہیں کہ ہمیں inform نہیں کیا گیا اور اس میں یہ اطلاع دے دی گئی کہ میٹنگ بالکل صحیح ہوئی ہے اور یہ لوگ مانتے ہیں کہ

> The meeting was not in continuation of that meeting of 14th November

انہوں نے یہ رپورٹ میں لکھ دیا ہے کہ 14 کو جو میٹنگ ہوئی تھی اس سے اگلے دن کی یہی میٹنگ continue ہوئی ہے۔ اگر اس illegal میٹنگ کو کسی اور طریقے سے sabotage کرنا ہے تو کر لیں

مگر یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے کہ سب آدمیوں نے agree کیا ہے۔ ہم تین آدمیوں نے agree نہیں کیا ہے، ہمارا نوٹ لکھ لیں کہ یہ رپورٹ بھی غلط ہے۔ میں نے تو یہ plea لی تھی کہ میٹنگ convene ہی نہیں ہوئی تو held کیسے ہو گی؟ میٹنگ کا کسی کو پتا ہی نہیں ہے۔ 12 ممبرز میں سے صرف تین ممبرز کو بلالیں اس سے میٹنگ تو نہیں ہو جاتی۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے چند دوستوں نے یہ attitude اپنا لیا ہے کہ جس وقت ان کا جی چاہے اٹھ کر جوان کے جی میں آتا ہے وہ کہہ دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ نامناسب ہے اور اس سے اسمبلی کی عزت میں اضافہ ہونے کی بجائے کمی ہو رہی ہے۔ میں اس رویہ کو condemn کرتا ہوں۔ ایک کمیٹی کی میٹنگ ہوئی اس پر ممبران نے اعتراض کیا، جناب سپیکر نے سپیشل کمیٹی بنائی، آج اس کی رپورٹ آئی ہے اب اس پر اعتراض ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ درست نہیں ہے۔ ایک ممبر جو چاہے وہ ہو۔ اگر یہ معزز ممبر اس کمیٹی کی رپورٹ سے اتفاق نہیں کرتے تو یہ ان کی اپنی ذاتی رائے ہے لیکن یہ کس طرح پوری کمیٹی کو اس بات پر مجبور کر سکتے ہیں کہ انہی کی مرضی کے مطابق فیصلہ ہونا چاہئے، یہ dictation دینے والے کون ہوتے ہیں اور فیصلہ اپنی مرضی سے کروانے والے؟ ہم اس کی exception لیتے ہیں اور اس کمیٹی کی findings کے مطابق اور قواعد و ضوابط کے مطابق کارروائی بنے گی اور جھوٹ بولنے کی جو کارروائی بنے گی ہم اس ایوان میں وہ بھی لے کر آئیں گے اور اس کے بعد معزز ممبر نے جو رویہ اور الفاظ سپیشل کمیٹی constituted by the Speaker کے خلاف استعمال کئے ہیں اس پر بھی ہم Privilege Motion لے کر آئیں گے۔ ہم نے اب اس بات کو ثابت کرنا ہے کہ ہاؤس کو ہم نے کسی individual کی dictation پر نہیں چلنے دینا بلکہ قواعد و ضوابط کے مطابق چلانا ہے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ کھڑے ہو کر کہہ دیا جائے کہ رائے رب نواز صاحب نے جھوٹ بول دیا ہے، راجہ بشارت نے جھوٹ بول دیا ہے اور جب حقیقت سامنے آئے تو پھر اس سے انحراف کیا جائے اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اس ہاؤس کے ماحول کو قائم رکھنے کے لئے قواعد و ضوابط کے مطابق چلانے کے لئے اس قسم کے attitude کو condemn کرنا چاہئے اور ہمیں اس مسئلے کو قواعد و ضوابط کے مطابق ہی حل کرنا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ ہے کہ یہ matter سپیکر صاحب کے سامنے پیش ہوا تھا، میں اس وقت ہاؤس میں موجود تھا۔ سپیکر صاحب نے سپیشل کمیٹی بنائی تھی اور سپیکر صاحب نے اس کا فیصلہ دینا ہے۔

I cannot overrule the Speaker. He has to give a decision. Let the thing come in front of the Speaker and he will give it. At this stage I can't give a ruling on that.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو آپ نے فرمایا ہے کہ اس معاملے میں سپیکر صاحب ہی فیصلہ کریں گے، میں اس بات کی تائید کرتا ہوں اور اسے افضل سلطان ڈوگر صاحب نے بھی accept کر لیا ہے لیکن میں محترم راجہ صاحب کی اس بات کی تائید کرتا ہوں اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس بات کے لئے بالکل ان کے ساتھ ہیں کہ کسی بھی individual کی dictation پر اس ہاؤس کو نہیں چلانا چاہئے اور یہ ہاؤس نہیں چلنا چاہئے لیکن میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ بھی ہمارا ساتھ دیں کہ اس ملک کو بھی کسی فرد واحد اور individual کی dictation پر نہیں چلانا چاہئے۔

## اسمبلی کے اجلاسوں کے لئے سال بھر کا شیڈول بنانے کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جہاں تک ہماری معلومات ہیں کہ آج اجلاس ختم ہو جائے گا۔ مسلسل بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی meetings میں یہ بات آتی رہی ہے اور پورا ہاؤس بھی اس بات کو چاہتا ہے کہ پورے سال کا ایک روسٹر آ جانا چاہئے اور اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ پچھلی میٹنگ میں وزیر قانون صاحب نے ایڈیشنل سیکرٹری کے ذمے لگایا بھی تھا کہ پورا روسٹر بنا کر دے دیں۔ یقیناً وہ فائنل نہیں ہوتا لیکن کم از کم تمام ممبران کو معلوم ہو جاتا ہے کہ ان ایام میں سیشن ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میرے زیر صدارت ایک سپیشل کمیٹی بنی تھی جس میں ہم نے

رولز اینڈ ریگولیشن کو consider کیا تھا اس میں یہ بھی take up کیا گیا تھا اور ہم نے سپیکر صاحب کو recommend کیا ہے جو رولز آف بزنس میں تبدیلی لانی ہے وہ عنقریب آپ کے سامنے پیش کی جائے گی۔اس میں یہ چیز بھی لائی گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں سال کا ٹائم ٹیبل ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ٹائم ٹیبل اور پارلیمانی لیڈر کے ریفرنسز سے متعلق جو ابہام ہے ان دونوں matters سے متعلق راجہ صاحب نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ اگلی میٹنگ جو غالباً اس Monday کو ہونی تھی کہ ہم شیڈول بھی لے کر آ جائیں گے اور اس سے متعلقہ اگر rules میں ترمیم کرنی ہے اور کس طرح سے کرنی ہے تو اس میں بھی مشورہ کر کے آپ کو جواب دوں گا۔ راجہ صاحب اس بارے میں فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو آپ بات کر رہے ہیں وہ دوسرے پوائنٹ کی بات کر رہے ہیں۔ ٹائم ٹیبل کی بات پر بھی ہم نے discuss کیا تھا اور ہم نے recommend کیا تھا کہ سال کا پورا chalk out کیا جائے۔ اس کے ساتھ question hours کے بارے میں بھی تھا اور مختلف رولز اینڈ ریگولیشنز سے متعلق بھی discuss ہوا تھا۔

جناب ارشد محمود بگو: جس دن بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی وہ بہت پہلے کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ وہ دوسری بات ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: راجہ صاحب فرمادیں ساری بات سامنے آ جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ دوسرا پوائنٹ تھا جس کو وہ بیان کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! راجہ صاحب اس بارے میں وضاحت فرمادیں۔ ان دونوں معاملات پر انہوں نے جواب دینا تھا

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ جب دوبارہ ہماری میٹنگ ہوئی تھی اس میں پہلے تو ہم نے اصولی طور پر ایک بات طے کر لی تھی کہ آئندہ جو آج سے ہمارا نیا پارلیمانی سال شروع ہو چکا ہے اس کے لئے ہم نے ایک شیڈول طے کرنا ہے اس کے لئے ہم نے ایک

proposal بنائی تھی اس میں تھوڑا ساconfusion ہے، میرا ڈیپارٹمنٹ کہتا ہے کہ ہم نے سیکرٹریٹ کو بھجوادی ہے لیکن اسمبلی سیکرٹریٹ کو شاید موصول نہیں ہوئی لیکن اس کی نئی کاپی ہم انہیں دے دیتے ہیں۔اس کے بعد میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ جب چاہیں کمیٹی کی میٹنگ رکھ لیں تاکہ اس میں یہ دونوں امور ہم طے کرلیں۔بے شک آج رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

## محکمہ تعلیم میں کنٹریکٹ ٹیچروں کی تبادلہ پالیسی پر نظر ثانی کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایک لمبے عرصے کے بعد ٹیچرز کے تبادلے پر پابندی 15 سے 30۔دسمبر تک اٹھائی جارہی ہے لیکن اس میں پالیسی بنانے میں بہت ساری زیادتیاں کی گئی ہیں۔اب جو نئی ٹرانسفر پالیسی انہوں نے بنائی ہے اس کے مطابق S.T, E.S.T,P.T.C,G.P.T ٹیچروں کا ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں تبادلہ نہیں ہوسکتا یہ انتہائی زیادتی ہے۔ایسا ممکن ہے کہ جو بچی فیصل آباد کی ہے اور اس کی شادی راجن پور میں ہوجاتی ہے اب انہوں نے تبادلہ روک دیا ہے کہ اس کی ٹرانسفر ہو ہی نہیں سکتی۔سابقہ ادوار میں یہ پالیسی تھی کہ اگر کوئی بچی شادی کرکے کسی دوسرے ضلع میں چلی جاتی ہے تو اس کی ٹرانسفر ہوجایا کرتی تھی اور وہ وہاں پر سنیارٹی کے اندر سب سے نیچے رکھ دی جاتی تھی۔اس طرح ایک معاملہ باحسن خوبی حل ہوجاتا تھا اب انہوں نے اس کو روک دیا ہے۔

دوسرا انہوں نے ایک اور زیادتی اس حوالے سے کی ہے کہ کنٹریکٹ ٹیچرز کے بارے میں یہ پالیسی بنائی ہے کہ ایک دفعہ ٹرانسفر ہوگی اور وہ بھی جو ان کا place of domicile ہوگا وہاں پر اس کا تبادلہ ہوسکے گا یہ بھی ہم سمجھتے ہیں کہ یہ زیادتی والی بات ہے۔اگر ایک بچی کی شادی راولپنڈی میں ہوگئی ہے اور وہ رہنے والی لاہور کی ہے تو اب اگر یہ تبادلہ کریں گے تو کہتے ہیں کہ لاہور جاؤ یا پھر وہ شادی رکوائے، طلاق لے لے یا وہ شادی نہ کرے۔یعنی اس حوالے سے اس طرح کے خاندانی مسائل پیدا ہورہے ہیں۔وزیر تعلیم بیٹھے نہیں ہیں لیکن وزیر قانون صاحب بیٹھے ہیں میں آپ کی وساطت سے ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پالیسی 15 سے 30۔دسمبر تک لاگو ہوجائے گی تو میری

انتہائی دردمندانہ التماس ہے کہ یہ زیادتی نہ کریں۔ اصل میں جو بیوروکریسی کے لوگ ہیں تو کسی سیکرٹری کی بچی نے E.S.T یا P.T.C تو بھرتی نہیں ہونا اور نہ ہی انہوں نے ان مسائل کا سامنا کرنا ہے۔ یہ مسائل غریب غرباء نے face کرنے ہیں۔ ہم ان کے نمائندے ہیں مہربانی کر کے اس کو review کریں اور اس پر بالکل ٹھیک طریقے سے انسانی حقوق اور آئین کے مطابق پالیسی بنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! یہ جو معزز ممبر ایجوکیشن سے متعلق request کر رہے ہیں as a special case اس کو دیکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ایجوکیشن منسٹر اس وقت تشریف نہیں رکھتے۔ بہر حال میں ان کے نوٹس میں لے آؤں گا اور اس پر انشاء اللہ تعالیٰ وہ کوئی مناسب کارروائی کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری یہ التماس ہے کہ اس وقت راجہ صاحب گفتگو میں مصروف تھے اور انہوں نے شاید میری پوری بات سماعت نہیں کی۔ یہ کوئی روٹین نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ نے ٹرانسفر سے متعلقہ معاملہ اٹھایا ہے۔ میں نے سنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ جو بچیاں شادی شدہ ہو گئی ہیں ان کے لئے پابندی نہ ہو کہ وہ اسی جگہ پر ملازمت کریں۔ ورنہ ان میاں بیوی کے آپس میں اختلافات پیدا ہو جائیں گے۔ یہ بات ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: فنانس منسٹر سے بھی کہیں کہ وہ بھی اپنا کوئی اثر و رسوخ اس معاملے میں استعمال کریں۔

## تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ تحریک نمبر 680 حاجی محمد اعجاز، چودھری زاہد پرویز اور ملک اصغر علی قیصر کی ہے یہ move ہو چکی ہے اور اس کو pending کیا گیا تھا۔ منسٹر انڈسٹری اس کا جواب دیں گے۔ جی، وزیر صنعت!

## لاہور میں قائم ٹینٹ فیکٹری کی جانب سے الخدمت فاؤنڈیشن کو ناقص ٹینٹوں کی فراہمی

(۔۔۔جاری)

وزیر صنعت: جناب سپیکر! الخدمت فاؤنڈیشن کالا خطائی موڑ جی ٹی روڈ شاہدرہ نے Messrs Area Tentage Industry جی ٹی روڈ شاہدرہ موڑ سے اپنے طور پر خیمے خریدے تھے، خیموں کی خرید وفروخت کسی بھی حکومتی محکمے کے ذریعے نہ کی گئی تھی اور نہ ہی الخدمت فاؤنڈیشن نے خیموں کے ناقص ہونے کی صورت میں متعلقہ محکمہ سے رابطہ کیا ہے۔ مرزا داؤد بیگ صدر الخدمت فاؤنڈیشن کالا خطائی موڑ جی ٹی روڈ شاہدرہ نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو درخواست گزاری ہے کہ الخدمت فاؤنڈیشن کالا خطائی موڑ جی ٹی روڈ شاہدرہ نے Messrs Area Tentage Industry سے تقریباً ایک لاکھ کے خیمے آرڈر پر بنوائے ہیں۔ جس کی منہ مانگی قیمت ادا کی گئی ہے۔ معاہدے کے مطابق خیمے معیاری اور واٹر پروف ہونے چاہئیں تھے مگر ناقص خیمے فراہم کئے گئے۔ درخواست موصول ہونے پر رشید چودھری مینجنگ پارٹنر Messrs Area Tentage Industry جی ٹی روڈ شاہدرہ موڑ لاہور کو بذریعہ شوکاز نوٹس مورخہ 10۔نومبر 2005 کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے واٹر پروف خیمے الخدمت فاؤنڈیشن کالا خطائی موڑ جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور کو فی الفور مہیا کریں اور دو یوم کے اندر وجہ بیان کریں کہ کیوں نہ ان کے خلاف قانون کے مطابق تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ شوکاز نوٹس مورخہ 10۔نومبر 2005 کے جواب میں چودھری رشید احمد مینجنگ پارٹنر، عمران رشید مینجر ایکسپورٹ، Messrs Ara Tentage Industry خود محکمے کے پاس تشریف لائے اور آ کر جواب دیا کہ انہوں نے یہ tentage کبھی بھی ان کو فروخت نہیں کئے گئے کیونکہ انہوں نے ایک cutting sample of tentage محکمے کو دی تھی لیکن جب وہ تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ وہ supply tentage نہیں کئے اگر یہ ثابت ہو جائے یا کسی بھی tentage پر یہ دکھا دیا جائے کہ اس پر ان کے محکمے کی مہر ہے یا یہ ثابت کیا جائے کہ واقعی ان کی کمپنی کے بنائے گئے ہیں تو وہ ہر قسم کی کارروائی کے لئے تیار ہیں۔ میں نے خود ان دونوں لوگوں کو بلا کر خود تحقیقات کی ہیں وہ ہر حالت میں اس چیز سے انکاری ہیں کہ یہ خیمے انہوں نے سپلائی کئے ہیں اگر واقعی یہ ثابت ہو جائے کہ خیمے انہوں نے سپلائی کئے ہیں تو وہ ہر قسم کی کارروائی کے لئے تیار ہیں۔

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! جیسا کہ ناظم شاہ صاحب کئی دفعہ اس بات کا ذکر کر چکے ہیں کہ ہاؤس کا مائیک سسٹم ٹھیک کروایا جائے۔ وزیر موصوف نے جو کچھ بھی پڑھا ہے وہ کم ہی سمجھ آیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ tents انہوں نے سپلائی نہیں کئے۔ اگر وہ ثابت ہو جائیں تو ان کے خلاف ایکشن لیا جا سکتا ہے۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! یہ ایکشن ضرور لیا جانا چاہئے کیونکہ ملک کے ایک بہت بڑے حصے پر آفت آئی ہے اور یہ ٹینٹ ان لوگوں کے لئے بھجوائے جا رہے ہیں اور پہلی ہی بارش میں خراب ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے سپلائی نہیں کئے جس نے سپلائی کئے ہیں آپ ان کا بتائیں تو یہ ان کے خلاف ایکشن لیں۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! جن لوگوں نے سپلائی کئے ہیں، جن فیکٹری والوں نے سپلائی کئے ہیں آیا اس بات کا پتا کرنا چاہئے کہ درمیان میں جو middlemen ہیں انہوں نے کمیشن تو نہیں لیا۔ جس طرح کہ سارے ملک میں ہوتا ہے کہ ترقیاتی کاموں میں 35/40 فیصد کمیشن لے لیا جاتا ہے۔ اس طرح اس کی خرید و فروخت پر ممکن ہے ایسا کام چل گیا ہو۔ یہ چیزیں ان لوگوں کو بھجوائی جا رہی ہیں جو واقعی رحم کے مستحق ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، آپ کے کہنے پر یہ دوبارہ تحقیق کر لیتے ہیں۔ وزیر صاحب! آپ اس کو دوبارہ دیکھ لیں۔ اب تحریک نمبر 690/05 ہے۔

## پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے لئے انٹری ٹیسٹ میں جنوبی پنجاب کے طلبہ وطالبات کی اکثریت کا بورڈ کے امتحان میں زیادہ نمبر لینے کے باوجود فیل ہونا

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب

کے میڈیکل کالجوں میں انٹری ٹیسٹ لیا جاتا ہے۔جہاں پر انٹری ٹیسٹ کی تیاری کے لئے اکیڈمیاں ہیں وہاں کے طلباء زیادہ تعداد میں پاس ہو جاتے ہیں۔remote بالخصوص جنوبی پنجاب، میانوالی، بھکر جیسے اضلاع کے طلباء باوجود بورڈ میں اچھی پوزیشن لینے والے رہ جاتے ہیں اور لاہور، راولپنڈی، گوجرانوالہ، فیصل آباد وغیرہ بورڈ کے طلباء باوجود کم نمبر کے زیادہ تعداد میں میڈیکل کالجوں میں داخل ہو جاتے ہیں نیز انٹری ٹیسٹ کے مختلف مراحل میں کرپشن کی شکایات بھی ہر سال اخبارات میں آتی ہیں جس سے طلباء اور عوام میں کافی بے چینی پائی جاتی ہے اور یہ انٹری ٹیسٹ کا نظام بورڈ کے امتحانی نظام پر عدم اعتماد کے بھی مترادف ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پرسوں بھی ایک قرارداد کے ذریعے یہ معاملہ اسمبلی میں آیا تھا تو چیئرمین صاحب نے اس کو pending کر دیا تھا کیونکہ یہ سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ میری آپ سے التماس ہے کہ اس کو بھی pending کر دیں تاکہ بعد میں take up ہو جائے۔

**شیخ اعجاز احمد:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، فرمائیں!

**شیخ اعجاز احمد:** جناب سپیکر! میں نے جناب سپیکر سے ان کے چیمبر میں جا کر ایک درخواست کی تھی کہ ایک انتہائی اہمیت عامہ کا مسئلہ ہے اس پر تین تحاریک التوائے کار ہیں۔اس پر سپیکر صاحب نے فرمایا تھا کہ آپ کل ان کو ہاؤس میں لے آئیں تو میں ان کو out of turn take up کر لوں گا۔میری آپ سے درخواست ہے کہ چونکہ آج اجلاس ختم ہونے کو ہے۔آپ شفقت فرمائیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** کیا سپیکر صاحب نے اجازت دی ہے؟

**شیخ اعجاز احمد:** جناب سپیکر! پروین سکندر گل صاحبہ جو کہ سپورٹس کی چیئرپرسن ہیں وہ تشریف فرما ہیں ان سے پوچھ لیں کہ کیا یہ معاملہ سپیکر صاحب کے ساتھ discuss ہوا تھا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، محترمہ! کیا سپیکر صاحب نے کل اس کی اجازت دی تھی؟

**محترمہ پروین سکندر گل:** جناب سپیکر! کل یہ پیش کر رہے تھے تو سپیکر صاحب نے مجھے بلوایا تھا کہ یہ نیوز آئٹم ہے اس کا کیا کریں؟ میں نے کہا کہ جناب نیوز آئیٹم پر کوئی مسئلہ نہیں ہو سکتا تو پھر انہوں نے ان کو اجازت دی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا انہوں نے کل اس کی اجازت دی تھی؟

محترمہ پروین سکندر گل: جی، جناب سپیکر! انہوں نے کل اس کی اجازت دی تھی کہ آپ اس کو پیش کریں اور اسے take up کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی شیخ صاحب!

## محکمہ سپورٹس کے بنائے گئے نئے سپورٹس رولز کے باعث ٹیکنیکل سٹاف کی مشکلات میں اضافہ

**SHEIKH EJAZ AHMAD:** Thank you, Mr Speaker. I move that the proceeding of the Assembly be adjourned to discuss an issue of urgent public importance. According to a news item published in the daily DAWN dated November 18, 2005, the post of Director General in the Punjab Sports Directorate is likely to become redundant after the introduction of new rules formed by the Punjab Sports Department. The rules have been submitted to the Punjab Government for approval. The new rules will hinder the progress of technical people. Earlier, the Punjab Government had seen the bad results of holding sports events through newly instituted sports department, comprising nontechnical people. Therefore, my motion be declared in order for discussion in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے اس تحریک کو ابھی پیش کیا ہے اس پر گورنمنٹ نے جواب دینا ہے۔ یہ چونکہ ابھی پیش ہوئی ہے اس کا جواب ہمارے پاس نہیں ہے اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending فرما لیا جائے تو ہم اس کا جواب لے آئیں گے۔

## اتھلیٹ کی کھلاڑیوں کو اعلان کردہ انعامات کی عدم فراہمی

**SHEIKH EJAZ AHMAD:** Thank you, Mr Speaker. This is my second Adjournemnt Motion. I move

> That the proceedings of the Assembly be adjourned to discuss an issue of urgent public importance. According to a news article published in the daily 'DAWN' dated October 26, 2005- Promising Athletes Madiha Latif and Nazia Naz who obtained eleven gold medals in the first Punjab Chief Minister inter-school athletic competition are still awaiting their prizes in clause. These Competitions were held from September 26/28 this year by the Punjab Chief Minister Parvez Elahi. Some two years ago the Chief Minister had announced a total cash prizes of rupees 8.5 million with the winning school to be honoured with rupees 5.0 million, runners up with Rs.2.5 million and third position holders Rs.1.0 million. Talking to 'DAWN' Madiha and Nazia were disappointed for not being rewarded with cash prizes. We have contacted the Sports Department through our teacher Anjum Riaz to know about the fate of our prizes but we didn't receive...

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میرا خیال ہے یہ تحریک التوائے کار بنتی بھی نہیں ہے کیونکہ آپ personal چیزوں کو لے آئے ہیں تو یہ۔۔۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ cash prize جو ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! تحریک التوائے کار ایسی چیز ہے جو کہ بڑی اہم ہوتی ہے۔اب آپ ان detail cases کو لیتے ہیں تو...how can you

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ---

**MR DEPUTY SPEAKER:** This is no Adjournment Mortion…

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ان بچیوں---

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بات بجا ہے لیکن ایسے تو پھر ہر کسی کا اخبار میں آئے تو آپ اس کو take up کریں تو آپ ان سے مل لیں اور request کر لیں---

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ ملنے والی بات نہیں ہے۔آپ دیکھیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! یہ اسمبلی کا matter تو نہیں ہے---

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش تو سن لیں پہلے---

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ کی بات بجا ہے لیکن آپ نے جو مجھے کل کہا تھا that was some thing different اور آج کوئی اور پیش کر رہے ہیں۔یہ personal چیز ہے اور آپ اس کو Call Attention Notice بنائیں۔

I think this is no Adjournment Motion. You can take it up personally. I would not admit this.

میں اس کو admit کرتا ہی نہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! چونکہ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا اور مجھے موقع دیں تاکہ میں بل introduce کروا سکوں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری بھی بات---

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔آپ کی ایک تحریک التوائے کار accept ہو گئی ہے اور ایک---

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! مجھے یہ پڑھنے تو دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ ماشاءاللہ خود بھی جانتے ہیں۔

You are a parliamentarian and you know it.

اب انفرادی صورت میں انسان کیا کرے؟ جی، لاء منسٹر صاحب!

## سرکاری کارروائی

## مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

## مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2005

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سرکاری کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب پیش کریں۔

**MINISTER FOR LAW:** Sir, I introduce

"The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2005."

**MR DEPUTY SPEAKER:** The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2005 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Transport for report up to 31st December 2005.

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس حوالے سے میں نے اور سید احسان اللہ وقاص صاحب نے ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس کے بارے میں جی؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ جو بل پیش ہوا ہے یہ تو ون ویلنگ کے بارے میں تحریک تھی۔ اس بارے میں لاء ڈیپارٹمنٹ اور گورنمنٹ نے ہمیں ایک خط کے ذریعے inform کیا تھا کہ ہم بل کی

شکل میں لارہے ہیں لہذا ہم اس میں آپ کو شامل کر لیں گے تو میری درخواست ہے کہ کیونکہ ہماری تحریک pending پڑی ہوئی ہے لہذا اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے اور احسان اللہ وقاص کو اس کمیٹی میں شامل کر لیں کیونکہ جو ہماری طرف سے تجاویز ہوں گی وہ اس میں شامل کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ون ویلنگ پر پرائیویٹ ممبرز ڈے کے موقع پر ان کی طرف سے ایک بل بھی آیا تھا اور motion بھی تھی اور اس میں گورنمنٹ نے کہا تھا کہ چونکہ ہم خود legislation لا رہے ہیں تو ان بھائیوں کو اس میں شامل کر لیں گے۔ میری آپ سے استدعا ہو گی کہ جس کمیٹی کو یہ refer کیا جا رہا ہے تو اس کمیٹی میں بطور ممبر ارشد بگو صاحب اور احسان اللہ وقاص صاحب کو بھی co-opt کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان دونوں کو co-opt کیا جائے۔ on invitation ٹھیک ہے جی۔

جناب ارشد محمود بگو: ٹھیک ہے۔

## اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

**No.PAP-Legis-1(106)/2005/778.** Dated. 24th Nobember, 2005
The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool,** Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly w.e.f. November 24, 2005 on the conclusion of sitting on that day.

**Dated: Lahore, the**
**24th November 2005**

**LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL**
**GOVERNOR OF THE PUNJAB"**